عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۳ | یکم تا ۷/ شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۷ تا ۲۳/ ستمبر ۲۰۰۴ء | شمارہ: ۱۷

قیمت: ۷ روپے

قرآن
ایک صاف و شفاف آئینہ

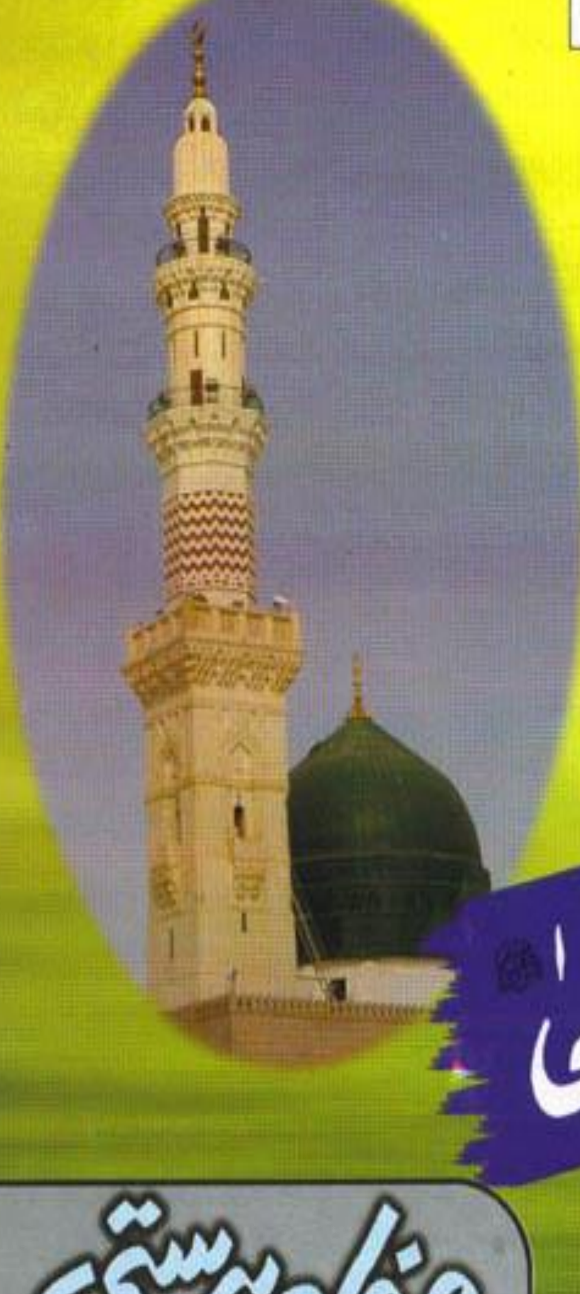

ماہِ ستمبر اور تحریکِ ختمِ نبوت

معراجِ مصطفیٰ ﷺ

مفاد پرستی

رئیس المحدثین امام بخاریؒ

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

معاش کے لئے قادیانیت اختیار کرنا:

س:..... میرے ایک محترم دوست نے چند دن پہلے اپنے معاشی مسائل کے حل کے لئے قادیانیت قبول کرلی۔ ان سے اس مسئلہ پر بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ قادیانیت کا جو بیعت فارم میں نے پڑھا ہے' اس کی شرائط مثلاً زنا نہ کرنا' بدنظری نہ کرنا' رشوت نہ لینا' جھوٹ نہ بولنا اور مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی علیہ السلام ماننا وغیرہ ہیں' ان شرائط میں کہیں بھی کفریہ کلام نہیں' اور یہ کہ اس نے صرف ضرورت پوری ہونے تک کے لئے قادیانیت قبول کی ہے اور بعد میں وہ لوٹ آئے گا۔ کیا اس کے اس فعل کے بعد وہ مسلمان رہا؟ اگر نہیں تو اس کے بیوی بچوں کو اس کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے؟ اگر وہ گھر والوں کو چھوڑنے پر بھی تیار نہ ہو اور اس کی چند جوان اولاد بھی ہو تو جوان اولاد کے لئے اس شخص کے دیئے ہوئے مال کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کے کافر و مرتد ہونے میں کسی قسم کا شبہ اور تردد نہیں' اللہ تعالیٰ کی عدالت بھی ان کو کافر و مرتد قرار دے چکی ہے اور عالم اسلام کی اعلیٰ عدالتیں بھی' اس شخص کو اگر اس مسئلہ میں کوئی شبہ ہے تو وہ اہل علم سے تبادلہ خیال کرے۔

قادیانیت کا فارم پُر کرنا اپنے کفر و ارتداد پر دستخط کرنا ہے' جہاں تک معاشی مسئلہ کا تعلق ہے؟ معاش کی خاطر ایمان کو فروخت نہیں کیا جاسکتا' اور ان صاحب کا یہ کہنا کہ وہ بعد میں لوٹ آئے گا' قابل اعتبار نہیں۔ جب ایک چیز صریح کفر ہے تو اس کو اختیار کرنا ہی ناروا ہے' اور اس کو اختیار کرتے ہی آدمی دین سے خارج ہوجاتا ہے' تو اس کے واپس لوٹنے کی کیا ضمانت؟

اس شخص کو قادیانیت کی حقیقت اور ان کے کفریہ عقائد سے آگاہ کیا جائے۔ اگر اس کی سمجھ میں آجائے اور وہ ان سے توبہ کرلے تو ٹھیک' ورنہ اس کے بیوی بچوں کا فرض ہے کہ اس شخص سے قطع تعلق کرلیں اور یہ سمجھ لیں کہ وہ مرگیا ہے۔

چونکہ یہ شخص قادیانی فارم پُر کرچکا ہے' اس لئے اگر یہ تائب ہوجائے تو اس کو اپنے ایمان کی بھی تجدید کرنی ہوگی' اور نکاح بھی دوبارہ پڑھوانا ہوگا۔ (جس کی تفصیل میرے مجموعہ رسائل ''تحفہ قادیانیت'' میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے)۔

ترکہ میں سے شادی کے اخراجات نکالنا:

س:..... ہمارے والد کی پہلی مرحومہ بیوی سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے جبکہ دوسری بیوی سے سات لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔ تین لڑکیوں اور ایک لڑکے کی شادی باقی ہے۔ والد صاحب کی وفات کے بعد والدہ صاحبہ کا کہنا ہے کہ والد نے جو کچھ چھوڑا ہے' اس میں سے پہلے غیر شادی شدہ اولاد کی شادی ہوگی' اس کے بعد وراثت تقسیم ہوگی۔ پوچھنا یہ ہے کہ:

۱:..... وراثت کب تقسیم ہونی چاہئے؟

۲:..... کیا وراثت میں سے غیر شادی شدہ اولاد کے اخراجات نکالے جاسکتے ہیں؟

ج:..... تمہارے والد کے انتقال کے ساتھ ہی ہر وارث کے نام اس کا حصہ منتقل ہوگیا' تقسیم خواہ جب چاہیں کرلیں۔

۲:..... چونکہ والدین نے باقی بہن بھائیوں کی شادیوں پر خرچ کیا ہے' اس لئے ہمارے یہاں یہی رواج ہے کہ غیر شادی شدہ بہن بھائیوں کے اخراجات نکال کر باقی تقسیم کرتے ہیں۔ دراصل باقی بہن بھائی' والدہ کی خواہش پوری کرنے پر راضی ہوں تو شادی کے اخراجات نکال کر تقسیم کیا جائے' اگر راضی نہ ہوں تو پورا ترکہ تقسیم کیا جائے' لیکن شادی کا خرچہ تمام بہن بھائیوں کو اپنے حصوں کے مطابق برداشت کرنا ہوگا۔

اردو ترجمہ پر قرآن مجید کا ثواب:

س:..... قرآن مجید کی تلاوت کے بجائے اگر قرآن مجید کا اردو ترجمہ ترتیب وار پڑھا جائے تو ثواب ملے گا؟ کیونکہ اگر اردو ترجمہ کو عربی میں کردیا جائے تو قرآن مجید بن جاتا؟

ج:..... قرآن مجید عربی میں نازل ہوا ہے اور اس کے ہر لفظ کی تلاوت پر دس نیکیوں کا وعدہ ہے' ظاہر ہے کہ اس کے ترجمہ پر اجر و ثواب نہیں۔ اس لئے قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب تو عربی الفاظ کی تلاوت پر ہی ملے گا۔ ترجمہ کے ذریعہ مفہوم سمجھنے کا ثواب ملے گا' قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب نہیں ہوگا۔

س:..... بعض مولوی صاحبان سے سنا ہے کہ جو میاں بیوی اس دنیا میں نیک اعمال کرتے ہیں تو اگلے جہان میں وہ ایک ساتھ ہوں گے۔ اب اگر مومن میاں بیوی میں سے میاں مرجائے اور بیوی دوسری شادی کرلے جو کہ اس کا اسلامی حق ہے اور دوسرا شوہر بھی نیک اور متقی ہو تو آخرت میں یہ بیوی کون سے شوہر کے نام سے پکاری جائے گی اور کس شوہر کے ساتھ ہوگی؟ کیونکہ شوہر تو دونوں نیک اعمال والے ہیں۔

ج:..... اس میں اہل علم کے دو قول ہیں: ایک یہ کہ بیوی آخری شوہر کے پاس ہوگی کیونکہ جب اس نے دوسرا نکاح کرلیا تو پہلے شوہر سے اس کا تعلق ختم ہوگیا' بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ عورت کو اختیار دیا جائے گا کہ دونوں میں سے کس کے ساتھ رہنا پسند کرتی ہے؟ جس کو پسند کرے اس کے ساتھ اس کا عقد کردیا جائے گا۔

ہفت روزہ ختم نبوة

سرپرست اعلیٰ

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

سرپرست

حضرت سید نفیس الحسینی مد ظلہم

جلد: ۲۳ شمارہ: ۱۷ یکم تا ۷/شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۷ تا ۲۳/ستمبر ۲۰۰۴ء

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

اس شمارے میں

اداریہ		4
قرآن ایک صاف وشفاف آئینہ	(مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)	6
معراج مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم	(بابو شفقت قریشی سہام)	9
رئیس المحدثین امام بخاریؒ	(اقبال اسد)	11
ماہ ستمبر اور تحریک ختم نبوت	(محمد بن محمود)	15
وہ ہم میں سے نہیں	(مولانا زین العابدین اعظمی)	18
مفاد پرستی	(مولانا محمد ساجد حسن مظاہری)	20
عظیم الشان نعت	(مولانا عبداللہ خالد قاسمی)	21
نفاق کا ذریعہ	(مولانا بدر عالم میرٹھیؒ)	23
شیطان کے دس دوست	(مولانا شمس الحق ندوی)	24
دعوت وتربیت کا فریضہ	(مولانا سید محمد رابع ندوی)	26

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔

یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۴۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مولانا بشیر احمد

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی

مولانا نذیر احمد تونسوی

مولانا منظور احمد الحسینی

مولانا سعید احمد جلال پوری

صاحبزادہ طارق محمود

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا

ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد

قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ

ٹائٹل وتزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۷/ستمبر مذہبی جوش وخروش سے منایا گیا

امسال بھی ۷/ستمبر مذہبی جوش وخروش سے منایا گیا۔ اس موقع پر ۷/ستمبر کو قومی اسمبلی کی جانب سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے تاریخی فیصلے حوالے سے ملک بھر میں کانفرنسیں‘ سیمینار اور اجتماعات ملک بھر میں کانفرنس‘ سیمینار اور اجتماعات منعقد ہوئے جن میں علمائے کرام اور مقررین نے اسلام میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت‘ اسلام اور قادیانیت کے درمیان فرق‘ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی وجوہات‘ تحریکات ختم نبوت کی تاریخ‘ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کی جانب سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے فیصلے کے محرکات‘ اسلام اور قادیانیت کے اصولی اختلاف‘ منصب نبوت‘ مرزا غلام احمد قادیانی کے اخلاق وکردار‘ قادیانی عقائد جیسے موضوعات پر اظہار خیال کرتے ہوئے عوام الناس کو ان کی اہمیت سے آگاہ کیا۔ اس موقع پر شہدائے ختم نبوت کو خصوصی طور پر خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ ۷ ستمبر کے حوالے سے ایک پیغام میں ملک بھر کے ممتاز علمائے کرام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ‘ نائب امیر حضرت اقدس سیّد نفیس شاہ الحسینی دامت برکاتہم العالیہ‘ شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم العالیہ‘ مولانا فضل الرحمٰن‘ مولانا سمیع الحق‘ ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر‘ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری‘ مولانا عبدالمجید ندیم شاہ‘ حافظ حسین احمد‘ مولانا عبدالغفور حیدری‘ مولانا فضل الرحیم‘ مولانا حسن جان‘ قاری سعید الرحمٰن‘ مولانا اللہ وسایا‘ مولانا محمد اکرم طوفانی‘ مولانا بشیر احمد‘ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی‘ مفتی محمد جمیل خان‘ مولانا نذیر احمد تونسوی‘ مولانا سعید احمد جلال پوری اور دیگر نے کہا ہے کہ ۷ ستمبر کو مسلمانان برصغیر کی نوے سالہ جدوجہد کے نتیجے میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قادیانیوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں سے اسی وقت الگ کر لیا تھا جب انہوں نے مرزا غلام احمد کے کہنے میں آ کر اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا جنم اور دوسرا روپ مان لیا تھا۔ قادیانی عقائد کی بنیاد اسلام کے بنیادی نظریات سے بغاوت پر رکھی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر وہ بات جو خلاف اسلام ہوتی ہے وہ قادیانیوں کا عقیدہ قرار پاتی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو امام مہدی یا مسیح موعود قرار دے کر قادیانی جماعت دنیا بھر کے انسانوں کو دھوکہ دینے کی ناکام کوشش کر رہی ہے۔ قادیانیوں کے لئے اب بھی وقت ہے کہ وہ مرزا غلام احمد پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کر لیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن عاطفت میں پناہ لے لیں۔ دریں اثنائے ستمبر کو پشاور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں اور مقررین نے خطاب کرتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانیت کے موضوعات پر اظہار خیال کیا۔ اس کے علاوہ اس عرصہ میں کراچی‘ لاہور‘ چناب نگر‘ ڈیرہ اسماعیل خان سمیت ملک کے مختلف شہروں میں منعقدہ اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے علمائے کرام اور مقررین نے کہا کہ توہین رسالت کے قانون میں کسی ترمیم کی اجازت نہیں دی جائے گی‘ اسلامی قوانین میں ترامیم کی کوششیں قادیانیوں کے منفی پروپیگنڈے کے اثرات ہیں‘ قادیانیوں کے خلاف مزید قانون سازی وقت کا اہم ترین تقاضا ہے‘ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ کیا جائے‘ کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے‘ قادیانیوں کو مراعات اور تحفظ فراہم کرنے کی کوششیں ملکی استحکام کو کمزور کرنے کے مترادف ہیں‘ این جی اوز کے ذریعہ قادیانیت کی تبلیغ ناقابل برداشت ہے‘ قادیانیوں نے پاکستان کے قیام سے لے کر آج تک ملک کے وجود کو تسلیم نہیں کیا اور وہ آج بھی اکھنڈ بھارت کا عقیدہ رکھتے ہیں‘ مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر نے بالاتفاق

ختم نبوۃ

قادیانیوں کے بارے میں کفر کے فتویٰ کی تصدیق کی ہے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر تمام مکاتب فکر کے اس فیصلے کو آئینی تحفظ فراہم کیا' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قادیان میں مرزا غلام احمد کی شکل میں دوبارہ جنم لینے کا عقیدہ قادیانیت اور اسلام کے درمیان بنیادی فرق ہے' قادیانیوں سے مسلمانوں کا اختلاف ذاتی نوعیت کا نہیں بلکہ نظریاتی ہے' قادیانیت' اسلام کے متوازی ایک الگ مذہب اور قادیانی جماعت درحقیقت ایک سیاسی جماعت ہے جو اسلام اور پاکستان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے میں مصروف ہے' برسر اقتدار طبقے کو قادیانیوں کے عزائم سے ناواقفیت لے ڈوبے گی' قادیانی آج تک کسی کے وفادار نہیں رہے بلکہ ان کی وفاداریاں اسلام دشمن طبقے کے ساتھ وابستہ ہیں' بیرونی دنیا کے سامنے قادیانیوں نے اسلام اور مسلمانوں کی ایک ایسی بھیانک تصویر پیش کی ہے جو اسلام کی حقیقی تصویر سے یکسر مختلف ہے' اسلامی قوانین کے خاتمے کے بارے میں مغربی مطالبات قادیانی پروپیگنڈے کے نتائج ہیں' اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنے کی قادیانی کوششوں کے باوجود امریکا اور یورپ میں غیر مسلم اسلام کی طرف راغب ہو رہے ہیں' قادیانی قیادت کے مرکزی افراد کا قبول اسلام قادیانیت کے باطل مذہب ہونے اور اسلام کی حقانیت کا بین ثبوت ہے' ملک میں دہشت گردی کے واقعات میں قادیانیوں کے ملوث ہونے کو خارج از امکان قرار نہیں دیا جا سکتا' قادیانی الفرقان بٹالین اور دیگر مسلح تنظیمیں بنا کر ملکی استحکام کو ہمیشہ چیلنج کرتے آئے ہیں' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور دیگر اسلامی تنظیموں نے قادیانیوں کے خلاف ہمیشہ پرامن جدوجہد کی ہے اور آئین اور قانون کے دائرے میں رہ کر قادیانیوں کی اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں کو بے نقاب کیا ہے' ملک میں امن وامان کی صورتحال کو بہتر بنانے کیلئے ملک کو قادیانی اثرات سے پاک کرنا ہوگا' مقررین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ ملک میں قادیانیوں کے بڑھتے ہوئے عمل دخل اور ان کی غیر آئینی اور اسلام دشمن سرگرمیوں کو روکنے کے لئے عملی اقدامات اٹھائے اور قادیانیت کے فروغ پر عائد پابندی کو موثر بنائے اور اس حوالے سے مزید قانون سازی کرے۔

ہمارے خیال میں قادیانیوں کے خلاف مزید قانون سازی کرنے' شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے' کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کی برطرفی' ملک میں قادیانیوں کے بڑھتے ہوئے عمل دخل اور ان کی غیر آئینی اور اسلام دشمن سرگرمیوں کو روکنے کے لئے عملی اقدامات اٹھانے اور قادیانیت کے فروغ پر عائد پابندیوں کو موثر بنانے کے مطالبات بالکل حق بجانب ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ ان تمام مطالبات کو فوری طور پر منظور کر کے ملک کو حقیقی اسلامی فلاحی ریاست بنائے اور ملک میں تمام اسلامی قوانین کے نفاذ کو یقینی بنائے اور اسلامی قوانین میں تبدیلی یا ترمیم کے خیال کو دل سے یکسر نکال دے۔ یہی ۷ ستمبر کا تقاضا ہے اور یہی ملکی استحکام کے لئے ضروری ہے۔ حکومت ملکی استحکام کے تقاضوں کو پورا کرے۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون وبیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جا چکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی بذریعہ منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ پنجاب کے بعض علاقوں سے یہ شکایات موصول ہو رہی ہیں کہ پوسٹ مین اضافی چارج وصول کرتے ہیں جبکہ ہفت روزہ ختم نبوت رجسٹرڈ رسالہ ہے جسے پاکستان پوسٹ آفس کی جانب سے ڈاک کے رعایتی نرخ یعنی ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ کی سہولت حاصل ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ رسالہ پر ایک روپے کا ڈاک ٹکٹ لگے ہونے کی صورت میں کسی قسم کا اضافی چارج ڈاکیہ کو ہرگز نہ دیا جائے۔

نوٹ: خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

ختم نبوت

قرآن ایک صاف و شفاف آئینہ

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

میں نے ایک عزیز دوست سے سورۂ انبیاء کی تلاوت سنی تو اس کی ایک عبرت آموز آیت نے میرے ذہن میں بے شمار معانی کے دریچے کھول دیئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے' جس میں تمہارا تذکرہ ہے' تو تم غور کیوں نہیں کرتے؟''

(الانبیاء:۱۰)

یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ قرآن ایک صاف شفاف' سچا وفادار اور دیانت دار آئینہ ہے' جس میں ہر شخص اپنے خدوخال دیکھ سکتا ہے' معاشرہ میں اپنے خدوخال دیکھ سکتا ہے' معاشرہ میں اپنے مقام کو پہچان سکتا ہے اور خدا کے نزدیک اپنا مرتبہ معلوم کرسکتا ہے کیونکہ قرآن انسانوں کے اخلاق و صفات بیان کرتا ہے اور اس میں انسانیت کے اعلیٰ اور ادنیٰ ہر طرح کے نمونہ کی تصویر موجود ہیں: ''فیہ ذکرکم'' یعنی اس کتاب میں تمہارا بیان ہے' تمہارے حالات واوصاف مذکور ہیں جیسا کہ بہت سے علماء نے سمجھا ہے' سلف قرآن کو ایک زندہ' بولنے والی اور زندگی سے لبریز کتاب تصور کرتے تھے' ان کے نزدیک قرآن کوئی تاریخی اور آثار قدیمہ کی چیز نہیں تھی' جو صرف ماضی اور اگلے وقتوں کے لوگوں سے بحث کرتی ہو اور جس کا زندہ لوگوں سے بدلتی ہوئی انسانی زندگی اور انسانیت کے ان بے شمار و لامحدود نمونوں سے جو ہر زمان ومکان میں موجود رہتے ہیں' کوئی تعلق نہ ہو۔

ہمارے اسلاف اپنے اخلاق واوصاف اور اپنے اندرون کو بخوبی جانتے تھے' ہر چیز ان کے سامنے روشن اور عیاں ہوتی تھی' وہ اسی قرآن سے رہنمائی حاصل کرتے تھے' اسی عجیب وغریب کتاب میں اپنے چہرے ڈھونڈتے اور اپنے اخلاق واطوار کی سچی اور صحیح تصویر تلاش کرتے تھے اور بہت آسانی سے خود کو اس کتاب میں پا جاتے تھے اور پہچان لیتے تھے' اگر ذکر خیر ہوتا تو خدا کا شکر ادا کرتے اور کچھ اور ہوتا تو استغفار کرتے اور اپنی اصلاح کی کوشش کرتے تھے۔

حضرت احنف بن قیسؒ کا واقعہ:

اس آیت کی تلاوت پر مجھے سیدنا احنف بن قیسؒ کا ایک واقعہ یاد آیا۔ حضرت احنف بن قیسؒ کبار تابعین میں ہیں۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مخصوص ترین اصحاب میں ان کا شمار ہے' حلم میں ضرب المثل تھے' مگر اس کے باوجود جب غصہ ہوجاتے تو ان کی غیرت وحمیت میں جوش آجاتا' لوگ کہتے تھے کہ جب احنف کو غصہ آتا تو ان کے ساتھ ایک لاکھ تلواریں غضبناک ہوجاتی ہیں۔ یہ واقعہ میں نے ابوعبداللہ محمد بن النصر المروزی (متوفی ۲۷۵ھ) کی تصنیف ''قیام اللیل'' میں پڑھا ہے۔ مصنف امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں تھے اور گمان غالب ہے کہ اس کتاب کی تالیف آپ ہی کے شہر بغداد میں ہوئی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت احنف بن قیسؒ تشریف فرما تھے کہ انہوں نے کسی کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تو چونک پڑے اور فرمایا' ذرا قرآن مجید لانا' میں اپنا ذکر تلاش کروں اور معلوم کروں کہ میں کس کے ساتھ ہوں اور کس سے مشابہ ہوں۔ قرآن مجید کھولا تو اس آیت پر نظر پڑی' جس میں کچھ لوگوں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''رات کو تھوڑے سے حصے میں سوتے تھے اور اوقات سحر میں بخشش مانگا کرتے تھے اور ان کے مال میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے دونوں کا حق ہوتا تھا۔'' (الذاریات ۱۷ تا ۱۹)

پھر یہ آیت گزری:

''ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں اور وہ اپنے پروردگار کو خوف و امید سے پکارتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' (السجدہ:۱۶)

پھر ان کے سامنے ایک گروہ آیا' جس کی

ختم نبوۃ

تعریف اس طرح کی گئی ہے:

''اور جو اپنے پروردگار کے آگے سجدہ کرکے عجز و ادب سے کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں۔'' (الفرقان:۶۴)

پھر ان کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا' جس کا قرآن مجید میں اس طرح ذکر ہے:

''جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں' اور غصہ کو روکتے ہیں اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں' اور خدا نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔'' (آل عمران:۱۳۴)

پھر ان کے سامنے کچھ نمونے آئے جن کا تعارف اس طرح کرایا گیا:

''اور دوسروں کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں' خواہ ان کو خود احتیاج ہو اور جو شخص حرص نفس سے بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔'' (الحشر:۹)

پھر یہ آیت سامنے آئی:

''اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں اور جو اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے' اس میں خرچ کرتے ہیں۔''

پھر رک گئے اور فرمایا: ''اے اللہ! یہاں تو میں اپنے آپ کو نہیں پارہا ہوں' اور دوسری جگہ تلاش کرنا شروع کیا تو اس جماعت کا تذکرہ دیکھا:

''ان کا یہ حال تھا کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں تو غرور کرتے تھے اور کہتے تھے بھلا ہم ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے کہیں اپنے معبودوں کو چھوڑ دینے والے ہیں۔'' (الصّٰفّٰت:۳۵'۳۶)

پھر ان کا ذکر گزرا:

''اور جب تنہا خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل منقبض ہوجاتے ہیں اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے' خوش ہوجاتے ہیں۔'' (الزمر:۴۵)

پھر ان حضرات کا تذکرہ سامنے آیا' جن سے سوال کیا جائے گا:

''تم دوزخ میں کیوں پڑے' وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور نہ فقیروں کو کھانا کھلاتے تھے اور اہل باطل کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے' یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی۔'' (المدثر:۴۲'۴۷)

پھر ٹھہر گئے اور فرمایا: ''اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں ان لوگوں سے برأت ظاہر کرتا ہوں۔''

اس کے بعد ورق الٹتے رہے اور تلاش کرتے رہے' آخرکار جب اس آیت پر نظر پڑی:

اور کچھ لوگ اور ہیں کہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں' انہوں نے اچھے اور برے اعمال کو ملا جلا دیا تھا' قریب ہے کہ خدا ان پر مہربانی سے توجہ فرمائے بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔'' (التوبہ:۱۰۲)

تو فرمانے لگے: ''خداوندا! میں انہیں لوگوں میں سے ہوں۔''

ہم بھی اپنا تذکرہ تلاش کریں:

آیئے ہم بھی اپنا ذکر اور اپنی تصویر پوری دیانتداری اور سنجیدگی سے قرآن میں تلاش کریں' قرآن بشیر بھی ہے اور نذیر بھی' صالحین کے ساتھ کفار و مشرکین کا بھی تذکرہ اس میں موجود ہے' قرآن افراد اور جماعتوں دونوں کی تصویر کشی کرتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

''اور کوئی شخص تو ایسا ہے جس کی گفتگو دنیا کی زندگی میں تم کو دلکش معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے مافی الضمیر پر خدا کو گواہ بناتا ہے' حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے اور جب پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے' تو زمین میں دوڑتا پھرتا ہے تاکہ اس میں فتنہ انگیزی کرے اور کھیتی کو (برباد) اور (انسانوں اور حیوانوں کی نسل) کو نابود کردے اور خدا فتنہ انگیزی کو پسند نہیں کرتا اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے خوف کرو تو غرور اس کو گناہ میں پھنسا دیتا ہے' سو ایسے کو جہنم سزاوار ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔'' (البقرہ:۲۰۴'۲۰۶)

پھر اس کے بعد ارشاد ہے:

''اور کوئی شخص ایسا ہے کہ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بیچ ڈالتا ہے اور خدا بندوں پر مہربان ہے۔'' (البقرہ:۲۰۷)

ایک جماعت کا ذکر اس طرح ہے:

"اے ایمان والو! اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا' تو خدا ایسے لوگ پیدا کر دے گا' جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں' خدا کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے سے نہ ڈریں' یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور خدا بڑی کشائش والا اور جاننے والا ہے۔" (المائدہ:۵۴)

ایک دوسری جماعت کا تذکرہ اس طرح ہے:

"مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں جو اقرار انہوں نے خدا سے کیا تھا' اس کو سچ کر دکھایا' تو ان میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں جو انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔" (الاحزاب:۲۳)

ناشکری' احسان فراموشی' غرور اور حسن سلوک کا جواب بدسلوکی سے دینے کی مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے انجام بد سے ڈراتے ہوئے فرماتا ہے:

"کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے خدا کے احسان کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتارا۔"

اور اس کی مثال ایک بستی سے دیتا ہے' جس نے خدا کی نعمتوں کو فراموش کر دیا اور جس کے افراد اپنی خوشحالی پر اترانے لگے۔

ارشاد عالی ہوتا ہے:

"اور خدا ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے کہ (ہر طرح) امن چین سے بستی تھی' ہر طرف سے رزق بافراغت چلا آتا تھا' مگر ان لوگوں نے خدا کی نعمتوں کی ناشکری کی' تو خدا نے ان کے اعمال کے سبب ان کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا کر (ناشکری کا) مزہ چکھا دیا۔"

یہ لازوال انسانی اور اخلاقی نمونے ہیں:

یہ انسانی اور اخلاقی نمونے جو قرآن نے مختلف ناموں سے پیش کئے ہیں' کہیں کسی مطلق العنان فرمانروا کے نام سے مثلاً فرعون' کہیں کسی سرکش وزیر یا امیر کے نام سے مثلاً ہامان' کہیں کسی متکبر اور بخیل سرمایہ دار کے نام سے مثلاً قارون' کہیں کسی ظالم و جابر قوم کے نام سے مثلاً عاد' کہیں کسی مشہور اور ماہر صنعت قوم کے نام سے مثلاً ثمود' یہ تمام لازوال انسانی نمونے ہیں' جو کسی زمان و مکان کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں' اور یہ تمام نمونے انسانی فطرت کے مختلف کمزور پہلوؤں اور گوشوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

قرآن کریم نے ان افراد اور جماعتوں کے انجام پر بھی روشنی ڈالی اور صفائی کے ساتھ کہا کہ جو بھی ان کے نقش قدم پر چلے گا اور ان کو اپنا رہنما اور قائد تسلیم کرے گا' اس کا انجام وہی ہو گا جو ان افراد اور جماعتوں کا ہوا:

"جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان میں بھی خدا کا یہی دستور رہا ہے اور خدا کا حکم مقرر ہو چکا ہے۔"

(الاحزاب:۳۸)

☆☆..........☆☆

بقیہ امام بخاری

الکتب بعد کتاب اللہ تسلیم کرتا ہے' جب آپ اپنے وطن واپس ہوئے تو اہل شہر نے آپ کی بہت ہی قدر و منزلت کی۔ شہر سے تین میل دور ان کی پیشوائی و استقبال کے لئے اہل علم حضرات گروہ در گروہ گئے' ان پر روپے اور اشرفیاں تصدق کئے گئے۔ اس شان سے آپ اپنے شہر واپس آئے' کچھ دن چین سے گزرے تھے کہ امیر بخارا خالد بن احمد ذہلی نے آپ کو دربار میں طلب کیا اور حکم دیا کہ "کتاب الجامع" اور "تاریخ کبیر" لے کر آئیں' آپ نے امیر کے ایلچی کو یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ میں علم کو ذلیل نہیں کرتا' میں اپنی کتابیں لے کر سلاطین کے دروازوں پر جانے کا عادی نہیں ہوں' جس کا جی چاہے میری مجلس میں آئے اور مسجد میں بیٹھ کر استفادہ کرے۔ امیر یہ سن کر جل گیا اور آپ کو جلاوطن کر دیا گیا۔ آپ نے بخارا کو خیر باد کہا اور سمرقند کا رخ کیا۔ راستہ میں مقام "خرتنگ" پر اترے اور اسی مقام پر شب عید الفطر ۲۵۶ ہجری کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کی قبر سے کئی روز تک خوشبو آتی رہی' امام بخاریؒ کی تالیفات علاوہ "صحیح" کے حسب ذیل ہیں: ادب المفرد' جزئی القراۃ' جزئی رفع الیدین' کتاب برالوالدین' تاریخ کبیر و صغیر و اوسط' خلق افعال عباد' کتاب الضعفا' جامع کبیر' مسند کبیر' کتاب تفسیر کبیر' کتاب الاشربۃ' کتاب الہبۃ' کتاب اسامی صحابۃ' کتاب العلل' کتاب الکنیٰ' کتاب المبسوط اور کتاب الفوائد۔

آپ کے شاگردوں میں امام مسلم بن حجاج' محدث ابو عیسیٰ ترمذی اور امام نسائی جیسی مشہور زمانہ شخصیات شامل ہیں۔ رحمہ اللہ و رحمۃ واسعۃ۔

ختم نبوۃ

معراجِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت بیداری میں جسمانی طور پر مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک تشریف لے جانا اسراء ہے' جبکہ وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک عروج کر کے عظیم الشان آیات کا مشاہدہ کرنا معراج کہلاتا ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل کی ابتدا میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام (حرمت والی مسجد) سے مسجد اقصیٰ (دور کی مسجد) تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے' تاکہ دکھائیں اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے' وہی ہے سننے والا دیکھنے والا۔''

معراج کا یہ عظیم الشان اور محیر العقول واقعہ ۲۷/رجب سنہ ۱۲ نبوت کو ہجرت مدینہ اور بیعت عقبہ سے پہلے اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی وفات اور طائف سے واپسی کے بعد وقوع پذیر ہوا تھا۔ مسجد الحرام مکہ معظمہ میں ہے۔ بیت اللہ کو سب سے پہلے ملائکہ' اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اور آخر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہی بنیادوں پر تعمیر فرمایا تھا۔ مسجد الحرام اور مسجد اقصیٰ میں ہزاروں میل کا فاصلہ ہے۔ بیت المقدس کو تقریباً ۳۳ صدیاں قدیم شہر ہونے اور انبیاء و رسل کا مسکن اور مدفن ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ بہت سی قوموں کا آغاز اور ارتقاء اسی سرزمین سے ہوا تھا اور یہ مسلمانوں کے علاوہ یہودیوں اور عیسائیوں کے لئے بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہاں مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے جس میں مسجد اقصیٰ ہے جو مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ کے بعد تیسری مقدس ترین مسجد ہے' جس کی طرف رخ کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد سترہ ماہ تک نماز ادا فرماتے رہے تھے۔

سورۂ بنی اسرائیل کی ابتدا ''سبحان الذی'' سے کی گئی ہے۔ جس کا مطلب ہے پاک ہے وہ ذات۔ لیکن وہ پاک ہونا مراد نہیں ہے جو عموماً مخلوق کے لئے استعمال کیا جاتا ہے بلکہ اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کے ضعف اور عجز سے پاک ہے۔ انسانی شعور کی رسائی محدود ہوتی ہے جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی

بابو شفقت قریشی سہام

قدرت لامحدود ہے۔ خالق کائنات کا معراج کی شب کو پورے نظام زمان و مکان کو معطل کر دینا' اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ دراصل واقعہ معراج ایمان کی کسوٹی بھی ہے اور ایمان کا امتحان بھی ہے۔ کلام مجید میں اس کی ابتدا ''پاک ذات ہے'' سے اس لئے کی گئی ہے تاکہ بعض غیر مسلم اقوام اور تنگ نظر مسلمان اللہ کی لامحدود قدرت کو اپنے وہم و قیاس کی چار دیواری میں محصور نہ کر سکیں۔ معراج کے سفر میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے مقبول اور مقرب ترین بندے (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی قدرت کے عظیم الشان اور حکیمانہ انتظامات کے مشاہدات کرائے۔ یہ مبارک سفر مکہ معظمہ سے شروع ہوا جس کی پہلی زمینی منزل مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تھی۔ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ملائکہ کے سردار نے آپ کو وہ سواری پیش کی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام استعمال کر چکے تھے۔ اس موقع پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سواری کو مخاطب کر کے فرمایا: اللہ کی قسم! ان سے بڑھ کر کوئی ہستی تجھ پر سوار نہیں ہوئی۔ سواری کے آگے پیچھے ملائکہ کی جماعتیں تھیں۔ آپؐ نے اپنے دار الہجرت' کوہ طور' اور بیت اللحم میں دو دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ مسجد اقصیٰ پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کو اسی چٹان کے قریب باندھا گیا جہاں انبیاء و رسل آپؐ سے پہلے باندھا کرتے تھے۔ سرسبزی' شادابی' زرخیزی اور انوار و برکات کے شاندار مناظر دیکھنے میں آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں انبیاء کرام علیہم السلام اور ملائکہ نے نماز ادا کی اور اپنا اپنا تعارف کرایا اور ان احسانات اور انعامات کا تفصیل سے ذکر کیا جو اللہ تعالیٰ نے ان پر کئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء سے افضل اور امام الانبیاء قرار دیا۔ دو پیالوں میں سے دودھ کا پیالہ پسند فرما کر آپؐ نے ثابت کیا کہ آپؐ فطرت کو پسند فرماتے ہیں۔

مقام صخرہ سے فلک الافلاک کی طرف سفر معراج شروع ہوا۔ ملائکہ نے مرحبا' مرحبا عرض کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔ ایک مقام پر ملائکہ کے سردار نے نبیوں کے سردار سے عرض کیا کہ اس مقام سے ایک بال کے برابر بھی اگر آگے بڑھا تو جل جاؤں گا۔

جلتے ہیں جبریل کے پر جس مقام پر

اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہیں تو ہو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ ریز ہوکر بارگاہ ایزدی میں عرض کیا:

"تمام قولی بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں۔"

جواب ملا:

"سلام ہو تم پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔"

عرض کیا:

"سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔"

حضرت جبریل اور دوسرے ملائکہ نے عرض کیا:

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو معراج کے ان تحفوں سے نوازا:

۱:...... پانچ نمازوں کا تحفہ عطا ہوا جس کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر رکھا گیا۔

۲:...... سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات براہ راست عطا ہوئیں۔

۳:...... سوائے شرک کے تمام گناہوں کے بخشے جانے کا امکان ظاہر ہوا۔

۴:...... جس نے نیکی کا ارادہ کیا مگر عمل نہ کرسکا اس کے لئے ایک نیکی' جس نے عمل بھی کیا اس کو دس نیکیاں ملیں گی۔

۵:...... جس نے برائی کی ارادہ کیا مگر برائی نہ کی اس کے نامۂ اعمال میں کچھ نہیں لکھا جائے گا۔

معراج سے واپسی پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سردار ملائکہ سے پوچھا کہ کیا قریش مکہ میرے اس راتوں رات معراج کے واقعہ کو تسلیم کرلیں گے؟ انہوں نے جواباً عرض کیا کہ سب سے پہلے ابو قحافہ کے بیٹے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تصدیق کریں گے۔ چنانچہ وہی ہوا' جب ابوجہل کو اس واقعہ کا علم ہوا تو پروپیگنڈا کرتا ہوا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس اس لئے پہنچا کہ وہ اس انہونی بات کو تسلیم نہیں کریں گے کیونکہ بظاہر اتنا طویل سفر طے کرکے واپس مکہ پہنچ جانا ناممکن تھا' لیکن انہوں نے سنتے ہی کہہ دیا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تو میں بغیر پوچھے اس کو سچ مان کر تصدیق کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو وحی کا نزول پہلے سے ہی ہو رہا ہے۔ بعد میں آپؓ حرم پاک میں گئے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واقعہ معراج کی تفصیلات بتا رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنتے جاتے تھے اور تصدیق کرتے جاتے تھے' اسی واقعہ کی مناسبت سے آپؓ کو صدیق کا لقب عطا ہوا تھا۔ معراج کی احادیث تقریباً تیس صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں جن میں اسراء اور معراج کے واقعات تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ جمہور سلف کا عقیدہ ہے کہ معراج جسمانی طور پر بیداری کی حالت میں ہوئی' ان میں سے کسی ایک کا بھی یہ استدلال نہیں کہ خواب میں ہوئی یا بیداری میں روحانی طور پر ہوئی تھی۔ مسلمانوں میں بھی ایک تنگ نظر طبقہ ایسا موجود ہے جو جسمانی اور بیداری کی حالت میں معراج ہونے پر یقین نہیں رکھتا۔ اگر واقعہ معراج نیند کی حالت میں یا روحانی طور پر ہوتا تو کفار مکہ کے لئے یہ واقعہ کوئی تعجب یا حیرت کا باعث نہ بنتا اور وہ اس کا تمسخر یوں کہہ کر نہ اڑاتے کہ آؤ آج مدعی نبوت کی ایک انوکھی اور انہونی بات سنو' جو کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک رات میں ہزاروں میل کا سفر طے کیا اور صبح کے وقت مکہ معظمہ واپس پہنچ گئے۔ اگر معراج محض روحانی کیفیت ہوتی تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ آپ کا جسم مبارک مکہ معظمہ میں موجود تھا جبکہ احادیث سے ثابت ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ نے آپ کو قیام گاہ پر موجود نہ پایا تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ صاحب المعراج والبراق نے خود واقعۂ معراج اور سدرۃ المنتہیٰ تک عروج کی تفصیلات بتائیں جن کی صدیق اکبرؓ نے تصدیق کی تھی۔

☆☆............☆☆

نعت شہ ابرار ﷺ

قاری محمد اسحٰق حافظ سہارنپوری

نعت لکھتا ہوں شہِ ابرارؐ کی — سرورِ دیں' احمدِ سردار کی
سارے عالم میں جو ہے پھیلی ہوئی — روشنی ہے آپؐ کے کردار کی
مدح کرتا ہے خدائے دو جہاں — دینِ حق کے سید و سردار کی
اہل دل محسوس کرتے ہیں جسے — وہ ہے خوشبو ہاشمی گلزار کی
آپؐ ہیں خیرالوریٰ' ختم رسلؐ — کیا فضیلت ہو بیاں سرکار کی
اللہ اللہ کیا نرالی شان ہے — سید لولاک کے دربار کی
روضہ اطہر پہ ان کے رات دن — ہو رہی ہیں بارشیں انوار کی
حافظ اہل معرفت کے واسطے
ہے ضرورت بوذریؓ کردار کی

رئیس المحدثین امام بخاریؒ

اقبال اسد

صاحب اشعۃ اللمعات نے امام بخاری کو امیر المومنین فی الحدیث' ناصر الاحادیث المصطفویہ اور ناشر المواریث المحمدیہ کا لقب دیا ہے۔ ابویعلی خلیلی نے اپنی کتاب الارشاد میں لکھا ہے کہ آپ بارھویں شب ماہ شوال بروز جمعہ عشاء کی نماز کے بعد ۱۹۴ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا اسم گرامی محمد بن اسمٰعیل ابوعبداللہ البخاری ہے۔

آپ کا خاندان بخارا میں آباد تھا' آپ کے دادا مغیرہ نومسلم تھے اور غنجار نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ امام بخاریؒ کے دادا یمان جعفی کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے' آپ کے والد ماجد اپنے زمانہ کے رواۃ حدیث اور ثقات میں سے تھے' لیکن امام کے بچپن ہی میں ان کا انتقال ہوگیا تھا۔ مادر گرامی کے سایہ عاطفت میں یہ پروان چڑھے۔

لالکائی نے شرح السنہ کے باب کرامات الاولیاء میں روایت کیا ہے کہ محمد بن اسمٰعیل کی بینائی بچپن میں خراب ہوگئی تھی۔ ایک رات آپ کی والدہ ماجدہ نے خواب دیکھا کہ ایک بزرگ یہ فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا قبول فرمالی ہے اور تمہارے بیٹے کی آنکھیں روشن کردی ہیں۔ آپ کی والدہ کے استفسار پر ان بزرگ نے انہیں اپنے نام سے آگاہ کیا۔ بشارت دینے والے سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تھے۔ صبح جب امام بخاریؒ بیدار ہوئے تو آپ کی آنکھیں روشن تھیں۔

ابتدائی تعلیم کے بعد دس برس کی عمر میں اپنے شہر کے مشہور محدث ''داخلی'' کے درس میں علم الحدیث حاصل کرنے کے لئے داخل ہوئے۔ دورۂ حدیث میں بیٹھتے ہوئے کم و بیش ایک برس گزر گیا تو ایک دن محدث نے ایک حدیث کی روایت شروع کی: ''حدثنا سفیان عن ابی زھیر عن ابراھیم'' امام بخاریؒ نے استاد سے عرض کیا کہ ابوزبیر کی ابراہیم سے کوئی روایت نہیں ہے۔ استاد نے آپ کو نوعمر خیال کرتے ہوئے ڈانٹ پلائی۔ امام بخاریؒ نے استاد سے پُراعتماد لہجہ میں کہا کہ اگر آپ کے پاس لکھا ہوا موجود ہے تو کتاب منگوا کر ملاحظہ کرلیجئے۔ استاد نے مجلس برخاست کردی اور گھر جا کر مسودات کی جانچ پڑتال کی اور واپس آ کر امام بخاریؒ سے پوچھا کہ اگر ابوزبیر غلط ہے تو صحیح کیا ہے؟ امام بخاریؒ نے کہا: ابوزبیر...... اور یہ زبیر بن عدی کی کنیت ہے۔ یہ سن کر استاد بہت ہی متعجب ہوئے اور انہوں نے اعتراف کیا کہ وہ غلطی پر تھے۔

سولہ برس کی عمر میں آپ نے عبداللہ بن مبارکؒ اور وکیع بن الجراحؒ کی مسندات کو حفظ کرلیا تھا۔ علاوہ اپنے شہر کے جملہ محدثین سے حدیث حاصل کرلی تھی۔ بقول امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ آپ نے ۲۱۰ ہجری میں اپنی والدہ اور بھائی کے ساتھ سفر حج اختیار کیا۔ والدہ اور بھائی تو حج سے فارغ ہو کر واپس وطن لوٹ آئے مگر آپ تکمیل علم کے لئے رک گئے۔ آپ نے اپنی جوانی کا بڑا حصہ طلب حدیث میں گزار دیا۔ یزید بن ہارون' ابوداؤد طیالسیؒ' امام احمد بن حنبلؒ' یحییٰ بن معینؒ' علی بن احمد ینیؒ اور اسحاق بن راہویہؒ جیسے مشہور زمانہ اور نادر روزگار محدثین کے علاوہ آپ نے شام' مصر' جزیرہ' کوفہ اور بصرہ کے اکثر علمائے محدثین سے روایت کی ہے۔ حجاز میں آپ کم و بیش چھ برس رہے ہیں۔ بقول سہل بن بسری آپ نے طلب حدیث کے لئے بغداد کے بھی متعدد سفر کئے ہیں۔

حاشد بن اسمٰعیل کہتے ہیں کہ بخاریؒ نے ان کے ساتھ بصرہ کا سفر کیا ہے۔ اس وقت امام بخاریؒ کی داڑھی مونچھ نہ تھی' وہ محدثین کی مجلس میں جاتے اور اٹھ کر چلے آتے' یادداشت کے طور پر کچھ نہ لکھتے تھے' یہاں تک کہ سولہ دن گزر گئے۔ ایک دن کئی ہم سبق طالب علموں نے سرزنش کی کہ سنی ہوئی احادیث کو لکھتے کیوں نہیں ہو؟ امام بخاریؒ پہلے تو خاموش رہے' بعد میں کہنے لگے کہ تم

نے باتیں تو بہت بنائی ہیں' اب ذرا اپنے اپنے مسودات اٹھالاؤ اور آپ نے کہا کہ مجھ سے کوئی سی حدیث سن لیجئے۔ حاشد کہتے ہیں کہ ہمارے پاس پندرہ ہزار کے قریب احادیث نوٹ تھیں' ان سے جو ہم نے پوچھا' انہوں نے فر فر سنا دیا بلکہ ہم نے اپنا لکھا ہوا ان کے حافظہ سے درست کیا۔

محمد بن یوسف فریابیؒ کا انتقال ۲۱۲ ہجری میں ہوا ہے' اس وقت امام بخاریؒ کی عمر اٹھارہ برس کے لگ بھگ تھی' فریابی کی زندگی کے آخری سال میں امام بخاریؒ ان کی خدمت میں طلب حدیث کے لئے حاضر ہوئے تھے' ایک دن فریابی نے سلسلۂ روایت یوں شروع کیا: "حدثنا سفیان عن ابی عروبه عن ابی خطاب عن ابی حمزه." اہل مجلس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ سفیان کے اوپر کے اصحاب کون ہیں؟ امام بخاریؒ نے اس گتھی کو یوں سلجھایا ابی عروبہ تو معمر بن راشدؒ ہیں اور ابوالخطاب قتادہ بن دعامہؒ اور ابو حمزہ سے مراد انس بن مالکؓ ہیں۔ امام بخاریؒ نے خود اہل مجلس کو بتلایا تھا کہ حضرت سفیان کی یہ عادت تھی کہ وہ اکثر مشہور شخصیتوں کی کنیت بیان کیا کرتے تھے اور عام طالب علموں کو کنیت کے بارے میں آگاہی نہ ہوتی تھی۔

بالغ زندگی کی بیس بہاریں دیکھنے سے پہلے آپ صاحب تصنیف ہوگئے تھے۔ چنانچہ اٹھارہ برس کی عمر میں قضایائے صحابہ وتابعین لکھے۔ اس کے بعد مدینہ تشریف لائے اور "تاریخ کبیر" تحریر کی' مگر جس تالیف نے ان کی شہرت کو چہار دانگ عالم میں پہنچادیا اور محدثین کا تاج ان کے سر پر رکھ دیا وہ ان کی بے مثل اور لاجواب "صحیح" ہے' جو ان کے وطن کی نسبت سے "صحیح بخاری" یا "جامع بخاری" اور بعض وقت صرف بخاری شریف کہلاتی ہے۔ صحیح بخاری کا پورا نام یہ ہے:

"الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله و سننه و ايامه."

امام بخاری نے اس کتاب میں اسناد کی صحت کا بہت ہی اہتمام کیا ہے' انہوں نے اپنی جامع میں ایسی احادیث جمع کی ہیں' جن کو ثقہ نے ثقہ سے روایت کیا ہے اور سلسلۂ روایت صحابی تک کہیں منقطع نہیں ہوتا۔ اس کتاب میں انہوں نے احادیث سے مختلف فقہی مسائل کا استنباط کیا ہے۔ مسئلہ کے عنوان کو انہوں نے "باب" لکھا اور اس کے بعد اس کے مطابق حدیث بیان کی ہے' اس کی چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمایئے:

"باب ای الاسلام افضل"

کون سا مسلمان افضل ہے؟

اب اس عنوان کے تحت انہوں نے حدیث بیان کی ہے' اسناد حدیث یوں ہیں: ہم سے بیان کیا سعید بن یحییٰ بن سعید اموی قریشی نے' کہا ہم سے بیان کیا والد نے' کہا ہم سے بیان کیا ابو بردہ بن عبداللہ ابن ابی بردہ نے' انہوں نے ابو بردہ سے' انہوں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ صحابی رسول سے (صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کون سا مسلمان افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں)۔

باب: انصار سے محبت رکھنا' ایمان کی نشانی ہے:

حدیث بمعہ اسناد:

"حدثنا ابو الوليد قال اشعبة قال اخبرني عبدالله بن عبدالله بن جبر قال سمعت انس بن مالک."

متن کا ترجمہ ہے:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کی نشانی انصار سے محبت رکھنا ہے اور نفاق کی نشانی انصار سے بیر رکھنا ہے۔"

باب من الدين الفرار من الفتن:

فتنے سے بھاگنا دین داری ہے:

حدیث: اسے بیان کیا عبداللہ بن مسلمہ نے' انہوں نے امام مالکؒ سے' انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے' انہوں نے اپنے باپ (عبداللہ) سے انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ زمانہ قریب ہے جب مسلمان کا مال جو اس کے حق میں سب سے بہتر ہوگا بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پیچھے پہاڑ کی چوٹیوں اور بارش کے مقامات میں وہ اپنا دین فتنوں سے بچائے ہوئے بھاگتا پھرے گا۔

مندرجہ بالا سہ احادیث کتاب الایمان میں روایت ہوئی ہیں' میں نے باب اور اس کی عربی عبارت لکھنے کے بعد ترجمہ بھی لکھ دیا ہے۔ حدیث کی اسناد پہلی حدیث میں اردو میں لکھی ہیں اور دوسری حدیث کی اسناد کو بعینہٖ عربی زبان میں لکھا ہے۔ حدیث کی عربی عبارت کی بجائے ہر سہ احادیث کو اردو زبان میں لکھ دیا ہے تاکہ ہر قاری میرا مدعا سمجھ سکے کہ محدث نے کس طرح احادیث سے مختلف مسائل کا استنباط کیا ہے "باب" کے تحت مسئلہ لکھا ہے اور بعد میں حدیث

ختم نبوت

روایت کی ہے۔

احادیث کی تعداد:

صحیح بخاری میں بقول ابن الصلاح سات ہزار دو سو پچھتر حدیثیں روایت ہوئی ہیں اور اگر مکررات کو شمار نہ کریں تو چار ہزار حدیثیں ہیں۔ امام نوویؒ کا بھی یہی قول ہے' مگر ان کا یہ قول احادیث مسندہ کے شمار کا ہے' بخاری کے مشہور عالم شارح امام قسطلانی نے ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو ترجیح دی ہے' ان کے نزدیک تعداد حدیث مع مکررات سوا معلقات اور متابعات سات ہزار تین سو ستانوے ہے' اس طریق سے ایک سو بائیس حدیثیں زیادہ شمار ہوتی ہیں اور بلا تکرار دو ہزار چھ سو دو حدیثیں اور اگر "معلقہ متون" کو بھی ملا لیں تو دو ہزار اکسٹھ احادیث ہوتی ہیں اور کل معلقات بخاری میں ایک ہزار تین سو اکتالیس ہیں اور اکثر ان کا اخراج اسی کتاب میں ہوا ہے اور جن کا اخراج نہیں ہوا' وہ کل ایک سو ساٹھ ہیں اور متابعات تین سو چوالیس ہیں' اگر سب حدیثوں کو مع مکررات ملائیں تو نو ہزار بیاسی حدیثیں ہوتی ہیں' علاوہ ازیں موقوف اور اقوال تابعین ہیں۔

آپ کے استاذ الحدیث جناب سلیمان بن حرب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت عالم اسلام میں پھیل جائے گی۔ لاریب ان کی یہ پیش گوئی سو فیصد درست ثابت ہوئی' زمانہ طالب علمی میں آپ کی قدر و منزلت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اسماعیل بن ابی اویس رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں سے احادیث کا انتخاب کیا تو خود ابن ابی اویس رحمۃ اللہ علیہ نے وہ احادیث جن کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے منتخب کیا تھا' علیحدہ درج کرلیں' یاد رہے اسماعیل بن ابی اویس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام مسودات حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ میری تمام کتابوں کو اپنی ملکیت سمجھئے' اس متاع عزیز کو فن کی کسوٹی پر پرکھئے اور کھرا کھوٹا الگ کردیجئے' اس کار خیر کے لئے میں عمر بھر آپ کا ممنون و شکر گزار رہوں گا۔

ابو مصعب بن ابی بکر زہری رحمۃ اللہ علیہ آپ کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا فقیہ اور محدث سمجھتے تھے (اس قول سے حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی جلالت شان میں کوئی فرق نہیں آتا کیوں کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا مقام ساری دنیا پر واضح ہے' بلکہ اس قول سے حضرت امام بخاریؒ کا مقام حدیث و فقاہت ظاہر کرنا مقصود ہے) اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ خراسان نے کوئی شخص محمد بن اسماعیل کا ثانی پیدا نہیں کیا۔ مشہور زمانہ محدث حضرت اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے بھی سن لیجئے ان کا ارشاد ہے:

"اگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک زمانہ میں ہوتے تو حسن بصریؒ حدیث و فقہ میں آپؒ کے محتاج ہوتے۔" (یہاں بھی امام بخاریؒ کی فقاہت اور علم حدیث میں آپؒ کا مقام ظاہر کرنا مقصود ہے ورنہ حضرت حسن بصریؒ تابعی ہیں اور انہوں نے براہ راست صحابہ کرامؓ کے شاگرد ہیں اور علم دین میں ان کا مرتبہ کسی تعریف کا محتاج نہیں ہے)۔

حضرت قتیبہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے' ساری زندگی فقہاء زہاد اور عباد کی صحبتوں میں بسر ہوئی ہے' مگر میں نے کسی کو محمد بن اسماعیلؒ کے مثل نہیں پایا۔ ان کا وجود اس زمانہ میں اتنا ہی قابل قدر ہے' جتنا عہد صحابہ میں حضرت عمر بن الخطاب کا تھا' نیز کسی نے حضرت قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ دریافت کیا کہ اگر کوئی حالت نشہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اتنے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے' حضرت قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مسئلہ دریافت کرنے والے یہ دیکھ تیرے سامنے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ' اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ اور علی بن احمد بن رحمۃ اللہ علیہ آگئے ہیں' اللہ اکبر! یہ تینوں حضرات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ اور نامور ائمہ دین ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر فقہاء و محدثین کی اکثریت جن میں سعید بن ابن ابی مریم' حجاج بن منہال' اسماعیل بن ابی اویس' حمیدی نعیم بن حماد' محمد بن یحییٰ عدنی' حسن بن علی خلال' محمد ابن میمون خیاط' ابراہیم بن المنذر' ابوکریب محمد بن علا' ابوسعید عبداللہ بن سعید اور ابراہیم بن موسیٰ جیسے بزرگ شامل ہیں' سب ہی حضرات نے انہیں اپنے آپ پر فضیلت دی تھی۔

فقہاء کے سردار:

بصرہ کے مشہور عالم محمد بن بشارؒ امام بخاریؒ کو فقہاء کا سردار تسلیم کرتے تھے (غالباً اپنے دور کے لحاظ سے فرمایا ہوگا)۔ حضرت عبداللہ بن یوسفؒ اور حضرت محمد بن سلامؒ کے دفاتر کی آپ نے ان کی خواہش کے مطابق تکمیل کی۔ حاشد بن اسماعیلؒ نے ایک واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ مشہور مجتہد حضرت اسحاق بن راہویہؒ منبر پر تشریف

ختم نبوۃ

فرماتے اور احادیث بیان فرما رہے تھے۔ امام بخاریؒ ان کے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت اسحاق نے ایک حدیث روایت کی' امام بخاریؒ نے اس کا انکار کیا کہ یہ حدیث نہیں ہے۔ حضرت اسحاقؒ نے بھری محفل میں اعلان فرمایا کہ جس سے اس نوجوان کو انکار ہے وہ کبھی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوسکتی' سب اصحاب سن لیں۔ نیز فرمایا: ''اے حدیث والو! اس جوان کی طرف دیکھو اور اس کی زبان سے حدیث سنو اور لکھو۔'' (غالباً امام بخاریؒ کو اس کے موضوع ہونے کی تحقیق ہو چکی ہوگی)۔

حافظ ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن منیر رحمۃ اللہ علیہ کو شیوخ بخاری میں شمار کیا ہے اور جامع صحیح میں امام بخاریؒ نے ان سے روایت بھی کی ہے' مگر تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن منیرؒ بھی امام بخاریؒ کی مجلس میں باادب بیٹھا کرتے تھے اور جو آپ بیان کرتے اسے نوٹ کرلیا کرتے تھے اور اپنے آپ کو اہل مجلس کے سامنے امام بخاریؒ کا شاگرد کہتے تھے۔ حضرت یحییٰ بن جعفر بیکندی بطور تواضع کہا کرتے تھے کہ اگر مجھے قدرت ہوتی تو میں اپنی عمر محمد بن اسماعیل بخاری کو دے دیتا' اس لئے کہ میری موت صرف ایک شخص کی موت ہے اور امام بخاریؒ کی موت علم کی موت ہے۔

حضرت ابو حاتم رازیؒ فرماتے ہیں کہ خراسان سے کوئی محمد بن اسماعیل (یعنی امام بخاریؒ) سے زیادہ حافظ نہیں نکلا اور نہ کوئی خراسان سے عراق آیا ہے جو کہ ابوعبداللہ محمد بن (اسماعیل) بخاری سے بڑا عالم ہو۔ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن داری فرماتے ہیں کہ میں نے حرمین' حجاز' شام اور عراق میں علماء کو دیکھا ہے مگر کسی کو امام بخاریؒ سے زیادہ جامع نہیں پایا' وہ ہم سب سے زیادہ ہیں علم اور فقہ میں' ان کا مرتبہ حدیث بہت ہی بلند ہے۔

حضرت ابو الطیب حاتم بن منصورؒ امام بخاریؒ کو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی کہا کرتے تھے۔ ابوسہلؒ فقیہ نے مصر کے تیس سے زائد علما کی اس خواہش کا ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت امام بخاریؒ سے زندگی میں ایک بار ملنے کے خواہشمند تھے۔ حضرت صالح بن محمدؒ بیان کرتے ہیں کہ بغداد میں ان کے حلقہ درس میں بیٹھنے والے بیس ہزار سے کم نہ تھے اور میں نے خود اتنے بڑے مجمع کثیر میں شامل ہو کر حدیث سنی ہے۔

امام الائمہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے فرمایا ہے کہ آسمان کے نیچے کوئی حدیث کا جاننے والا امام بخاریؒ سے زیادہ حدیث کو نہیں جانتا۔ عبداللہ بن حماد آملی نے ایک بار یہ آرزو بیان کی تھی کہ کاش! میں امام بخاریؒ کے بدن کا بال ہوتا۔ موسیٰ بن ہارون کہا کرتے تھے کہ اگر سارے جہاں کے مسلمان جمع ہو کر یہ کوشش کریں کہ امام بخاریؒ کا مثیل تلاش کرلیں تو اس میں انہیں کبھی کامیابی نہیں ہوسکتی۔ محدث ترمذیؒ کا قول ہے: میں نے عراق' خراسان میں امام بخاریؒ سے زیادہ حدیث کا ماہر کسی کو نہیں پایا۔ امام مسلمؒ کہا کرتے تھے کہ بخاری بے نظیر شخصیت ہیں اور بقول احمد بن حمدون ایک مرتبہ امام مسلمؒ حضرت بخاریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ خواہش ظاہر کی کہ انہیں پاؤں چومنے دیں اور ہمیشہ امام مسلمؒ انہیں سید المحدثین کہا کرتے تھے۔ غرض کہ ہر ایک عالم نے ان کے علم و فضل اور فقاہت کو سراہا ہے۔

وسعتِ حافظہ:

رسالہ تدوین حدیث میں ابن عدی کے حوالہ سے بیان ہوا ہے کہ امام بخاریؒ کے وفور علم اور سرعت ذہن کی شہرت عالم اسلام میں پھیل چکی تھی۔ آپ بغداد تشریف لائے۔ اصحاب حدیث نے ان کا امتحان اس انداز سے لیا کہ سو احادیث کے متن اور اسانید کو الٹ پلٹ کر دس دس احادیث دس دس آدمیوں کو یاد کرادیں۔ پروگرام کے مطابق ایک آدمی آپ کی خدمت میں آتا اور امتحانی طریقہ سے الٹ سند سے ایک حدیث پڑھتا اور امام بخاریؒ سے پوچھتا: کیا آپ اس حدیث کو پہچانتے ہیں؟ آپ انکار فرماتے رہے' اسی طرح سو احادیث دس آدمیوں نے خراسان و بغداد کے علماء کی موجودگی میں سنائیں اہل علم تو سمجھ گئے تھے کہ اس علم کے پہاڑ کو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا' البتہ ناواقف حضرات بدگمان ہوگئے تھے۔ اب امام بخاریؒ نے پہلو بدلا اور پہلے آدمی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تمہاری پہلی حدیث اس طرح سے درست ہے اور دوسرے اس طرح سے' پہلے آدمی کی بیان کردہ دس احادیث کو صحیح طور پر بیان کردیا' پھر باقی اصحاب کی بیان کردہ احادیث کے متن اور اسناد بھی بیان کردیئے' اہل مجلس آپ کی اس زبردست قوت حافظہ کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

اسی طرح کا ایک واقعہ سمرقند میں بھی پیش آیا تھا' سمرقند کے محدثین نے شام کی اسناد' عراق کی اسناد میں شریک کردیں اور عراق کی اسناد کو حرم کی اسناد میں ملادیا۔ مگر امام بخاریؒ نے ہر ایک کی اصلاح کی اور سمرقند کے تقریباً چار سو محدثین اس مشہور زمانہ اور نادر روزگار ہستی کے معتقد ہوگئے۔

اسی وجہ سے محدثین کا گروہ ان کی کتاب کو اصح

باقی صفحہ 8 پر

ختم نبوۃ

ماہ ستمبر اور تحریکِ ختم نبوتﷺ

محمد بن محمود

۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کا تاریخی دن اس حیثیت سے قیامت تک مسلمانانِ پاکستان کے دلوں میں جگمگاتا رہے گا کہ پاکستان کے مسلمانوں نے عظیم رسول اور تحفظ ختم نبوت کی خاطر تمام سیاسی اور گروہی وابستگیوں اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر متحدہ جدوجہد کی اور آخر کار پاکستانی قوم نے بھرپور طور پر اپنے اسلامی تشخص کی حفاظت کرتے ہوئے قومی اسمبلی میں بے مثال فتح حاصل کی۔ اس دن آئین پاکستان میں ایک ترمیم کے ذریعے عقیدۂ ختم نبوت کے منکرین کو جسد ملت سے کاٹ کر جدا کر دیا گیا اور قادیانیوں کو ہندوؤں، یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح ایک مذہبی اقلیت قرار دے دیا گیا۔

جدوجہد اور کامیابی کی یہ داستان نوے سال سے زیادہ عرصے پر محیط ہے۔ انگریز کے دورِ حکومت میں جب انہوں نے حالات سے یہ اندازہ لگایا کہ جب تک مسلمان اپنے دین سے وابستہ ہیں انہیں زیادہ عرصہ غلام بنا کر رکھنا ممکن نہیں ہے تو پہلے کلیسا نے یہ فیصلہ کیا کہ تبلیغی طریقہ اختیار کیا جائے۔ اس سلسلے میں پادریوں کے غول کے غول ہندوستان پر ٹوٹ پڑے۔ گلی کوچوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تقریریں شروع کر دی گئیں۔ علمائے کرام نے اس میدان میں حکومت وقت کے پروردہ پادریوں سے خوب مناظرے کئے۔ مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ نے پادریوں کے رئیس فینڈر کو ۱۱/رجب المرجب ۱۲۷۰ھ کو اکبر آباد (آگرہ) میں ایسی ذلت آمیز شکست دی کہ وہ ہندوستان سے بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔ بہرحال انگریز حکومت کی سازش بری طرح ناکام ہو گئی۔

مسلمان کے اندر ''جہاد اسپرٹ'' وہ طاقت ہے جس نے ہر دور کے سامراج کو پریشان کئے رکھا ہے، اسی لئے اس فریضے کو ختم کرنے اور بدنام کرنے کے لئے ہر وقت کفر کوشاں رہتا ہے۔ اس کام کے لئے حکومت کی نظر انتخاب اس شخص پر پڑی جو پندرہ روپے ماہوار پر کمشنر آفس سیالکوٹ میں کلرک تھا۔ اس کا خاندان جدی پشتی طور پر انگریز کا وفادار تھا، چنانچہ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

> ''میری والد صاحب مرزا غلام مرتضٰی دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے اور سرکار انگریز کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء کو پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جوان جنگجو بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کو مدد دی تھی۔''
>
> (تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن ۱۲/۲۷۰)

> حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ کو حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے مدینہ منورہ سے اس لئے واپس کر دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم سے کسی بڑے فتنے کے خلاف کام لے گا۔ حضرتؒ نے ''سیف چشتیائی'' لکھ کر مرزا قادیانی پر اتمام حجت کر دیا۔ آپ کا اور مرزا کا باقاعدہ مناظرہ بھی ہوا۔

اس پس منظر کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے مسلمانوں کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے عیسائیوں اور ہندوؤں سے مناظرے شروع کر دیئے اور اس میں خوب شہرت کمائی۔ ایک مشہور پادری آتھم سے مناظرہ کیا اور پیشینگوئی کر دی کہ آتھم ۵/ستمبر ۱۸۸۵ء تک مر جائے گا لیکن ایسا نہ ہو سکا۔

جب اس راستے سے مسلمانوں کے درمیان مشہور ہو گیا تو اب آہستہ آہستہ پر پرزے نکالنے شروع کئے۔ پہلے صرف اپنی ولایت کا اعلان کیا اور ختم نبوت کو تسلیم کرنے کا اقرار کیا پھر محدث اور کلیم اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ ۱۸۹۱ء کے بعد اپنے دست راست حکیم نور الدین بھیروی کے مشورے پر مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ آخر کار وہ منحوس دن بھی آیا جب اس شخص نے ختم نبوت کے قلعے میں نقب لگانے کی کوشش کرتے ہوئے اپنی کتاب تجلیات الٰہیہ میں نبی ہونے کا دعویٰ کر ڈالا۔ جس وقت مرزا نے مجدد اور ملہم من اللہ ہونے کا

ختم نبوۃ

دعویٰ کیا‘ اسی وقت علمائے لدھیانہ نے اس کی تحریروں کی بنا پر اس کے خلاف کفر کا فتویٰ جاری کیا‘ بعد میں

محدث العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ پر پانچ سو علماء سمیت بیعت کی اور قادیانیت کے خلاف جدوجہد میں امیر شریعت کو سپہ سالار مقرر کیا

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور علمائے دیوبند نے بھی اس فتویٰ کی تصدیق کردی۔ اس فتویٰ کے بعد عام مسلمانوں نے بھی مرزا اور اس کے پیروکاروں سے اجتناب کرنا شروع کردیا۔

لدھیانہ کے عالم دین مولانا عبداللہ نے خط و کتابت کے ذریعہ مرزا کو اس کے کفریہ عقائد سے روکنے کی کوشش کی لیکن وہ کسی طرح اپنے عقائد پر نظر ثانی کے لئے راضی نہ ہوا بلکہ ہر چند روز بعد ایک ایک قدم آگے بڑھاتا رہا۔ اہل حدیث علماء میں سے مولانا عبدالحق غزنوی اور قاضی ثناء اللہ امرتسری نے بھی قادیانیوں کے خلاف تقریری اور تحریری مباحثوں کا سلسلہ شروع کردیا۔ مولانا عبدالحق غزنوی نے مرزا قادیانی کو اتنا زچ کیا کہ اس نے اپنے سے پہلے مولانا کے مرنے کی پیشگوئی کرڈالی۔ خدا کی قدرت دیکھئے کہ مرزا ۱۹۰۸ء میں جہنم رسید ہوا اور مولانا عبدالحق ۱۹۱۷ء تک بقید حیات رہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ کو حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ نے مدینہ منورہ سے اس لئے واپس کردیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان سے کسی بڑے فتنے کے خلاف کام لے گا۔ چنانچہ حضرتؒ نے ”سیف چشتیائی“ لکھ کر مرزا قادیانی پر اتمام حجت کردیا۔ آپ کا اور مرزا کا باقاعدہ مناظرہ بھی ہوا۔

۱۹۲۸ء کی بات ہے کہ ایک مسلمان لڑکی کا نکاح ایک نوجوان سے ہوا‘ جو بعدازاں مرزائی ہوگیا۔ لڑکی نے بہاولپور کی مقامی عدالت میں فسخ نکاح کے لئے کیس دائر کردیا۔ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اپنے بڑھاپے میں طویل سفر طے کرکے عدالت کے روبرو قادیانیوں کے خلاف گواہی دی۔ ۱۹۳۴ء میں عدالت نے فسخ نکاح کا فیصلہ سناتے ہوئے لڑکی کو دوسری جگہ نکاح کرنے کی اجازت دے دی۔

انجمن خدام الدین لاہور کے سالانہ جلسے میں محدث العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ پر پانچ سو علماء سمیت بیعت کی اور قادیانیت کے خلاف جدوجہد میں امیر شریعت کو سپہ سالار مقرر کیا۔ مشہور حریت پسند جماعت مجلس احرار اسلام نے باقاعدہ شعبہ ختم نبوت قائم کرنے کا اعلان کرکے قادیانیوں کے خلاف ہونے والی کوششوں کو مربوط شکل دی۔

قیام پاکستان کے بعد مسلمانوں کا خیال تھا کہ یہ مسئلہ ازخود حل ہوجائے گا لیکن پہلے مرحلے میں ہی جس کابینہ کا اعلان ہوا اس میں سر ظفراللہ قادیانی کو وزارت خارجہ کا قلمدان سونپ دیا گیا تھا۔ قادیان چونکہ تقسیم کے مطابق بھارت کے پاس چلا گیا تھا‘ اس لئے قادیانیوں نے چنیوٹ کے قریب چک ڈھڈیاں کا علاقہ خرید کر ربوہ (نیا نام چناب نگر) کے نام سے اپنا مرکز قائم کرلیا۔ قادیانیوں کی ہر طرح کوشش تھی کہ نئی مملکت کی مشکلات سے فائدہ اٹھا کر اسے قادیانی اسٹیٹ بنالیا جائے‘ چنانچہ اس کے لئے انہوں نے بیرونی دباؤ بھی استعمال کیا۔ منیر انکوائری کمیشن کے سامنے بیان دیتے ہوئے اس وقت کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے کہا تھا کہ اگر ہم قادیانیوں کو اقلیت قرار دے دیتے تو امریکہ ہم کو گندم کا ایک دانہ نہ دیتا۔

۱۷، ۱۸/مئی ۱۹۵۲ء کو کراچی میں قادیانیوں نے ایک جلسہ منعقد کیا۔ وزیر خارجہ ظفراللہ قادیانی نے تقریر کرتے ہوئے اسلام کو مردہ مذہب اور قادیانیت کو زندہ اسلام کہا‘ جس پر شدید ہنگامہ آرائی ہوئی اور پولیس کے سخت لاٹھی چارج کے باوجود عوام نے وہ جلسہ درہم برہم کردیا۔ ۲/جون ۱۹۵۲ء کو مولانا لال حسین اخترؒ نے علماء کو جمع کیا۔ تھیوسیوفیکل ہال کراچی میں آل پارٹیز کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کے دعوت نامے پر مولانا لال حسین اخترؒ‘ مولانا احتشام الحق تھانویؒ‘ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ‘ مفتی جعفر حسین مجتہد اور مولانا محمد یوسفؒ (اہلحدیث) کے دستخط تھے۔ ۱۶ تا ۱۸/جنوری ۱۹۵۳ء کو تمام مکاتب فکر کا مشترکہ کنونشن کراچی میں ہوا۔ جس میں مشترکہ طور پر قادیانیوں کو اقلیت قرار دیتے ہوئے تمام اسلامی ممالک سے اپیل کی گئی کہ وہ قادیانیوں کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کریں۔

مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ نے پادریوں کے رئیس فینڈر کو اکبرآباد (آگرہ) میں ایسی ذلت آمیز شکست دی کہ وہ ہندوستان سے بھاگنے پر مجبور ہوگیا

آزاد کشمیر کو اس سلسلے میں ہمیشہ سبقت کا شرف حاصل رہے گا کہ ۲۱/اپریل ۱۹۷۳ء کو کشمیر اسمبلی کے رکن میجر محمد ایوب نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد پیش کی جو بالاتفاق منظور ہوگئی۔ قادیانیوں کے لئے یہ سب چیزیں بالکل انوکھی اور نئی تھیں۔

۳۰/جون ۱۹۷۴ء کو حزب اختلاف کی طرف سے ایک قرارداد پیش کی گئی‘ جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم

ختم نبوت

اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ یہ تاریخی قرارداد علامہ شاہ احمد نورانیؒ نے پیش کی تھی جب کہ قائد حزب اختلاف حضرت مولانا مفتی محمودؒ تھے۔ ان دونوں حضرات کے علاوہ ۲۸ اراکین اسمبلی نے اس تاریخی قرارداد پر دستخط کئے تھے' جن میں مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک' مولانا عبدالمصطفی الازہری' چودھری ظہور الٰہی' پروفیسر عبدالغفور اور صاحبزادہ احمد رضا قصوری شامل تھے۔

ان دنوں قائد ایوان وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم تھے۔ انہوں نے سانحہ ربوہ اور قادیانی مسئلہ پر سفارشات مرتب کرنے کے لئے پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دیا اور سرکاری طور پر بل وزیر قانون جناب عبدالحفیظ پیرزادہ نے پیش کیا۔ اسپیکر قومی اسمبلی صاحبزادہ فاروق علی خان کی صدارت میں قومی اسمبلی میں بحث شروع ہوئی۔ قادیانی اور لاہوری گروپ نے اپنے اپنے محضر نامے پیش کئے۔ قادیانی گروپ کے محضر نامے کے جواب میں ''ملت اسلامیہ کا موقف'' نامی محضر نامہ تیار کیا گیا۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں مولانا محمد شریف جالندھری' مولانا محمد حیات' مولانا تاج محمود اور مولانا عبدالرحیم اشعر رحمہم اللہ نے حوالہ جات کی تدوین کا کام کیا۔ مولانا محمد تقی عثمانی اور مولانا سمیع الحق نے ان حوالہ جات کو ترتیب دے کر ایک خوبصورت کتاب مرتب کر دی۔ حضرت سید انور حسین نفیس شاہ صاحب دامت برکاتہم کی قیادت میں کاتب حضرات نے شب و روز اسے لکھنا شروع کیا۔ جتنا حصہ لکھ لیا جاتا اسے مولانا مفتی محمودؒ چودھری ظہور الٰہی اور علامہ شاہ احمد نورانیؒ سن لیتے' بعد ازاں مناسب ترامیم و اضافہ کے بعد اسے پریس بھیج دیا جاتا۔ چند دنوں میں یہ محضر نامہ تیار ہو گیا جسے حضرت مفتی محمودؒ نے قومی اسمبلی میں پڑھ کر سنایا۔

اگرچہ لاہوری گروپ کے جوابات بھی اس میں اجمالی طور پر آ گئے تھے تاہم قدرت نے یہ سعادت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے حصے میں لکھی تھی کہ آپ نے لاہوری گروپ کے جواب میں مستقل محضر نامہ پیش فرمایا۔ قادیانی گروپ کے سربراہ مرزا ناصر کو قومی اسمبلی میں زبانی طور پر بھی کمیٹی کے سامنے اپنا موقف پیش کرنے یا سوالات کے جوابات دینے کے لئے بلایا گیا تھا۔ ۵ تا ۱۰ اور ۲۰ تا ۲۴/ اگست ۱۹۷۴ء تک کل گیارہ روز مرزا ناصر پر جرح ہوئی۔ ۲۷' ۲۸/ اگست کو لاہوری گروپ کے صدر الدین' عبدالمنان عمر اور مسعود بیگ پر دو روز جرح ہوئی۔ ۵'۶/ ستمبر کو اٹارنی جنرل آف پاکستان یحییٰ بختیار نے بحث کو سمیٹا۔ ۷/ ستمبر کو متفقہ طور پر قومی اسمبلی نے یہ ترمیمی بل منظور کر لیا جس کے الفاظ یہ ہیں:

''آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی یعنی (۳) جو شخص حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری نبی ہیں' کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین یا قانون کے اغراض کے لئے مسلمان نہیں۔''

اس پوری جدوجہد سے ساری دنیا پر واضح ہو گیا کہ مسلمان جتنا بھی بے عمل' بدعمل کیوں نہ ہو وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے دفاع کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دینا اپنے لئے سب سے بڑی سعادت سمجھتا ہے۔ جمہوریت کی علمبردار مغربی اقوام کی طرف سے اس ترمیم پر تنقید ناقابل فہم ہے' کیونکہ اسے باقاعدہ جمہوری طریقے پر منظور کیا گیا ہے اور کسی رکن نے بھی اس سے اختلاف نہیں کیا تھا۔

☆☆..........☆☆

قادیانیوں کے خلاف مزید قانون سازی وقت کا اہم تقاضا ہے' توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کی اجازت نہیں دی جائیگی

کراچی (نمائندہ خصوصی) توہین رسالت کے قانون میں کسی ترمیم کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اسلامی قوانین میں ترامیم کی کوششیں قادیانیوں کے منفی پروپیگنڈے کے اثرات ہیں۔ قادیانیوں کے خلاف مزید قانون سازی وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ کیا جائے۔ کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔ قادیانیوں کو مراعات اور تحفظ فراہم کرنے کی کوششیں ملکی استحکام کو کمزور کرنے کے مترادف ہیں۔ این جی اوز کے ذریعہ قادیانیت کی تبلیغ ناقابل برداشت ہے۔ قادیانیوں نے پاکستان کے قیام سے لے کر آج تک ملک کے وجود کو تسلیم نہیں کیا اور وہ آج بھی اکھنڈ بھارت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر نے بالاتفاق قادیانیوں کے بارے میں کفر کے فتویٰ کی تصدیق کی ہے۔ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر تمام مکاتب فکر کے اس فیصلے کو آئینی تحفظ فراہم کیا۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا نذیر احمد تونسوی' مفتی شہاب الدین پوپلزئی' مولانا نور الحق نور' قاری فیاض اور دیگر نے ۷ ستمبر کے حوالے سے ملک بھر میں منعقدہ اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قادیان میں مرزا غلام احمد کی شکل میں دوبارہ جنم لینے کا عقیدہ قادیانیت اور اسلام کے درمیان بنیادی فرق ہے' قادیانیوں سے مسلمانوں کا اختلاف ذاتی نوعیت کا نہیں بلکہ نظریاتی ہے۔

ختم نبوت

وہ ہم میں سے نہیں

مولانا زین العابدین اعظمی

صحیحین میں ایک حدیث ترک نکاح سے متعلق نقل کی جاتی ہے:

''انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! خدا کی قسم! میں تم لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ کی خشیت والا' اور اللہ سے ڈرنے والا ہوں' پھر بھی میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار کرتا ہوں' نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں' عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں' اب جو کوئی میرے طریقہ سے منہ پھیرے وہ میرا نہیں' وہ مجھ سے نہیں۔'' (بخاری ومسلم)

پس منظر:

صحابہ کرامؓ خیر کے کاموں میں سب سے آگے بڑھنے کی کوشش میں ہمیشہ رہا کرتے تھے' ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی عبادت کے متعلق یہ حضرات تبادلۂ خیال کررہے تھے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عمل کرکے اللہ کا قرب حاصل کرلیں اور جس طرح آپؐ کے علانیہ اعمال میں آپ کی اقتداء کرتے تھے اسی طرح آپ کی گھر میں ادا کی جانے والی عبادات کی بھی اتباع ہوسکے' اسی لئے ان میں سے ایک وفد (جن کی تعداد بخاری میں تین بتائی گئی ہے) اٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کی طرف روانہ ہوا تاکہ گھروالوں یعنی ازواج مطہرات سے پوچھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات میں کیا کیا اعمال کرتے ہیں؟ چنانچہ امہات المومنین نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی عبادت سے ان تینوں حضرات کو واقفیت دی' جب ان بزرگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کی مقدار اور کیفیات معلوم کرلیں تو وہ اعمال حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی سے ان حضرات کو کم محسوس ہوئے' تو ان لوگوں نے کہا کہ بھائیو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کی طرف سے بخشے بخشائے ہیں' ان کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہوچکے ہیں' اس لئے اگر حضرت کا یہ عمل تھوڑا سا بھی ہو تو آپ کے لئے کافی ہے' مگر ہمارا معاملہ تو ایسا نہیں ہے' ہم کو تو اعمال صالحہ کرنے میں خوب کوشش کرنی چاہئے' پس ان میں سے ایک صاحب بولے: میں تو آج سے ہمیشہ رات بھر عبادت کرتا رہوں گا' کبھی نہیں سوؤں گا۔ دوسرے صاحب نے کہا: میں تو آج سے ہمیشہ دن کو روزہ رکھا کروں گا' کبھی بلا روزہ نہیں رہوں گا۔ تیسرے صاحب نے کہا: میں تو آج سے ہمیشہ کے لئے عورتوں سے الگ تھلگ رہوں گا' کبھی بھی شادی نہیں کروں گا (تاکہ بیوی بچوں کے جھنجھٹ سے آزادہ کر دلجمعی سے عبادت میں لگا رہوں) تینوں صاحبوں کی یہ گفتگو اسی طرح بخاری میں مروی ہے لیکن مسلم کے الفاظ یوں ہیں: ان میں سے کسی نے کہا کہ میں عورتوں سے نکاح نہیں کروں گا' کسی نے یوں کہا کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا' کسی نے کہا کہ میں بستر پر کبھی نہیں سوؤں گا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پہلے اللہ کی حمد وثنا فرمائی' پھر فرمایا کہ تم لوگوں نے یہ اور یہ باتیں کہی ہیں؟

''سنو! خدا کی قسم! میں تم لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ کی خشیت والا' اور اللہ سے ڈرنے والا ہوں' پھر بھی میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار کرتا ہوں' نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں' عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں' اب جو کوئی میرے طریقہ سے منہ پھیرے وہ میرا نہیں' وہ مجھ سے نہیں۔'' (بخاری ومسلم)

مقصد یہ ہے کہ تم لوگ تقویٰ اس کو سمجھتے ہو کہ رات بھر عبادت کرو اور سونا چھوڑ دو' دن بھر روزہ رکھو' کبھی افطار کا نام نہ لو' گوشت کھانا چھوڑ دو' نکاح نہ کرکے رہبانیت اختیار کرلو' یہ سب غلط ہے' کمال تقویٰ تو وہ ہے جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کریں اور ان کا طریقہ یہ ہے کہ

شہوت طعام کو توڑنے کے لئے روزہ بھی رکھتے ہیں' پھر جسم کی طاقت برقرار رکھنے کے لئے افطار بھی کر لیتے ہیں اور روزہ چھوڑ بھی دیتے ہیں' اسی طرح پروردگار عالم سے مناجات کرنے کے لئے رات میں نمازیں بھی پڑھا کرتے ہیں اور جسم کو راحت دینے کے لئے سو بھی لیتے ہیں تاکہ سونے کی وجہ سے جاگ کر عبادت کرنے پر قوت حاصل ہوجائے اور فطری وجنسی ضرورتوں کو نکاح کر کے اور عورتوں سے سکون حاصل کر کے پوری بھی کر لیتے ہیں تاکہ دن ورات کے کاموں میں مکمل نشاط رہے اور دعوت الی اللہ کا فریضہ بھی ادا ہو اور امت مرحومہ کے لئے نکاح کا عملی نمونہ موجود رہے اور عمدہ طریقہ افراط وتفریط کے درمیان ہے' اور وہی عمدہ طریقہ میں نے اختیار رکھا ہے' لہٰذا جو کوئی اس عمدہ طریقہ اور نبوی نمونہ سے بے رخی برتے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

اور اس "فلیس منی" کے دو مفہوم ہیں:

(۱) اگر اس طریقہ نبوی سے بے رخی اس وجہ سے ہو کہ اس کو حقیر جانتا ہو تب تو وہ میرا آدمی ہے ہی نہیں بلکہ طریقہ رسول کو ذلیل سمجھنا کفر ہے۔

(۲) اگر سستی اور کاہلی کی وجہ سے یہ طریقہ اختیار نہیں کرتا اور دل میں اس کی قدر و منزلت ہے اس وقت وہ میرے طریقہ حسنہ پر نہیں' کیونکہ نکاح اگرچہ سستی اور کسلمندی سے ترک کرتا ہے مگر قوت مردانگی ہے تو فطری تقاضہ کی بنیاد پر جنسی شہوت کا ہیجان ہوگا اور وہ کسی نہ کسی طریقہ سے خارج ہو کر رہے گی' یا تو بدکاری میں مبتلا کر دے گی اور عفت نفس اور پاکدامنی کو تار تار کر دے گی کیونکہ اس نے اس کا صحیح علاج نکاح کے ذریعہ نہیں کیا یا کثرت احتلام میں مبتلا ہو کر صحت بدن کو پامال کر دے گی۔

وہ میرا نہیں اور میں اس کا نہیں:

"حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک مرتبہ نو نفر جن میں پانچ عربی اور چار عجم کے باشندے تھے' بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: سنو! کیا تم نے یہ سن رکھا ہے کہ میرے بعد کچھ (ظالم) بادشاہ آئیں گے' سو جو شخص ان کے پاس جائے اور ان کی جھوٹی بات کو سچ بتائے اور ظلم پر ان کا تعاون کرے وہ نہ میرا ہے اور نہ میں اس کا ہوں' وہ شخص ان امراء کے پاس نہ جائے اور نہ ہی ظلم پر ان کا تعاون کرے اور نہ ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں' وہ شخص میرے پاس حوض کوثر پر اترے گا۔" (ترمذی' نسائی' مسند احمد)

امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے اور حضرت حذیفہ اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اس مضمون کی حدیث مروی ہے۔

یہ دھمکی ان مسلمانوں کے لئے ہے جو ائمہ جور کے پاس جی حضوری کرنے جائیں اور ظلم کرنے پر ظالموں کو روکنے کے بجائے ان کا تعاون کریں اور جھوٹے ظالموں کو سچا بتائیں۔

دنیا و دنیاوی غیرت اور اخروی عذاب کا خوف ان سب کے دلوں سے رخصت ہو چکا ہے۔

واللہ عزیز ذوانتقام۔

☆☆..........☆☆

قادیانی مبلغ کے خاندان نے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا' ہمیں اسلام میں حقانیت نظر آئی' اس لئے ہم نے اسلام قبول کر لیا: نومسلموں کے تاثرات

رحیم یار خان (نمائندہ خصوصی) چناب نگر سے تعلق رکھنے والے قادیانی مبلغ کا خاندان قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا' نومسلموں میں قادیانی مبلغ کی بہو' تین پوتے اور دو پوتیاں شامل ہیں۔ تفصیلات کے مطابق معروف قادیانی مبلغ محمد قاسم ایاز کے بیٹے منور احمد کی اہلیہ یاسمین منور' اس کے تین بیٹوں ۲۲ سالہ محسن منور' ۲۰ سالہ عاصم منور' ۱۶ سالہ حسن منور اور دو بیٹیوں سحرش اور ۱۰ سالہ ثنا نے حضرت مولانا میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ کے ہاتھ پر قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ محمد قاسم ایاز ۵۰ سال تک قادیانیت کی تبلیغ کرتا رہا' جبکہ اس کے بھائی اور والد مسلمان ہیں' قادیانیت ترک کرنے والے نومسلموں نے بتایا کہ ہمیں نہ تو قادیانیت کی حقیقت کے بارے میں علم تھا اور نہ ہی اسلام کی تعلیمات ہم تک پہنچ سکی تھیں' جب ہمارے مسلمان رشتہ داروں نے ہم تک اسلام کا پیغام پہنچایا تو ہمیں اسلام میں حقانیت نظر آئی' اس لئے ہم نے اسلام قبول کر لیا' انہوں نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک جھوٹا شخص تھا۔ نومسلموں کے قریبی مسلم عزیز عبدالخالق شاکر کے مطابق مذکورہ خاندان گزشتہ کئی ماہ سے قادیانیت سے تائب ہونے کا خواہشمند تھا' جس کا باقاعدہ اعلان انہوں نے حضرت مولانا میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ کی موجودگی میں کیا۔

مفاد پرستی

''اور ان میں بعض لوگ وہ ہیں جو صدقات کے بارے میں آپ پر طعن کرتے ہیں' سو اگر ان صدقات میں سے ان کو مل جاتا ہے تو وہ راضی ہو جاتے ہیں اور اگر ان صدقات میں سے ان کو نہیں ملتا تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں اور ان کے لئے بہتر ہوتا اگر وہ لوگ اس پر راضی رہتے جو کچھ ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے دیا تھا اور یوں کہتے کہ ہم کو اللہ کافی ہے' آئندہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم کو اور دے گا اور اس کے رسول دیں گے' ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں۔'' (التوبہ:۵۸ تا۵۹ بیان القرآن ۴/۱۱۸)

شان نزول:

جنگ حنین کے مال غنیمت' صدقات کی تقسیم کے موقع پر حرقوص بن زہیر (ذوالخویصرہ التمیمی) جیسے منافق نے پیکر عدل وانصاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگایا کہ یہ اپنوں اپنوں کو دے رہے ہیں۔ اہل مکہ کی تالیف قلب کے لئے اس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں سے کچھ زیادہ ان کو مرحمت فرمایا تھا۔ ان منافقوں نے دریدہ دہنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کہا کہ یا رسول اللہ! انصاف کیجئے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں ہی انصاف نہ کروں تو کون انصاف کرے گا؟ اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔ (القرطبی ص:۴/۱۰۷)

تشریح وتوضیح:

منافقین کو اگر مال ان کے حسب منشا مل جاتا تو خوش ہوتے اور تقسیم کو سراہتے اور اگر غنائم و صدقات کو مستحقین تک پہنچتے دیکھتے تو دل ہی دل میں کڑھتے اور دنیوی حرص وطمع اور خود غرضی کی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں زبان طعن دراز کرتے۔ ان کا مقصد اصلی تو غنیمت میں سے وافر حصہ حاصل کرنا تھا مگر نہ ملنے سے جو شکایت پیدا

مولانا محمد ساجد حسن مظاہری

ہوتی اس شکایت اور غرض اصلی کو چھپا کر اعتراض کرتے کہ مال کی تقسیم استحقاق اور انصاف پر مبنی نہیں' بلکہ اس میں جانبداری سے کام لیا گیا ہے۔

اس اعتراض کے بجائے ان کے حق میں یہ بہتر تھا کہ وہ چار کام کرتے:

۱: اللہ اور اس کے رسولؐ نے جو مرحمت فرمادیا' اس پر قناعت کرتے' راضی رہتے اور صبر و شکر کرتے۔

۲: اس قناعت اور رضا کا اظہار زبان سے بھی کرتے کہ اللہ ہمیں کافی ہے۔

۳: اگر صبر و رضا کا یہ درجہ حاصل نہ ہوتا تو سوچ لیتے کہ عنقریب کسی دوسرے موقع پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم عنایت فرمادیں گے۔

۴: یہ کہتے کہ ایمان وطاعت سے دنیوی مال ومتاع' عہدے ومناصب نہیں چاہئیں بلکہ خدا کی رضا اور خوشنودی مطلوب ہے اور ہماری تمام تر امیدیں اسی سے وابستہ ہیں۔

پیغام:

اپنا فائدہ حاصل ہو رہا ہے تو کسی کے قول و فعل کی تحسین اور اسے سراہنا' بصورت دیگر اسی شخص کو مطعون کرنا اور غیر منصب قرار دینا قرآن کریم نے اس زمانے کے منافقین کی روش بیان کی ہے مگر تجربات سے ثابت ہے کہ اس زمانہ کے عام مسلمانوں کے حالات بھی اس سے مختلف نہیں ہیں۔ مادیت پرستی' حرص وطمع' خود غرضی اس قدر غالب ہے کہ جب تک کسی سے مفادات وابستہ ہیں تو اس سے تعلقات بھی استوار ہیں اور ان کے جائز و ناجائز' حسین وقبیح فعل کی تائید بھی کرتے ہیں اور اگر اپنے مفادات کو زک پہنچے' خاطر خواہ فائدہ حاصل نہ ہو' مظنون' متوقع مراد کی برآوری نہ ہو تو آن کی آن میں آدمی بدل جاتا ہے۔ تعریف و تعارف تو برطرف' شناسائی سے بھی انکار ہو جاتا ہے' خوبیاں خرابیوں میں' اچھائیاں برائیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں' جائز و مستحسن کام بھی تنقید کا نشانہ بن جاتے ہیں۔

اور اپنے مفاد کی خاطر آنکھیں جس کے لئے فرش راہ تھیں' اب وہی کانٹے کی طرح کھٹکنے لگتا ہے اور اچھا خاصا آدمی متہم ومطعون بن جاتا ہے' طعن و تشنیع کرنے والے شخص کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ اس طرح اپنا دین برباد کر رہا ہے۔ اللھم احفظنا منہ۔

☆☆..........☆☆

عظیم الشان نعمت

جمعہ کی نماز کا وقت قریب تھا، میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے دار جدید مظاہر علوم سہارنپور کی مسجد جا رہا تھا، تین بے ریش آدمی جن کی شکل و شباہت سے ان کا مسلمان ہونا بالکل ظاہر نہیں تھا، ان میں سے ایک کہنے لگا: بھائی! جلدی چلو، اگر میرا یہ تیسرا جمعہ بھی چھوٹ گیا تو میرا ایمان ختم ہو جائے گا۔

اس کا یہ جملہ سن کر میری طبیعت پر بڑا اثر ہوا کہ بظاہر شکل و صورت غیر اسلامی، عمل و کردار سے محروم شخص لیکن پھر بھی ایمان چلے جانے کا کتنا خوف ہے؟

اردو کے مشہور شاعر اختر شیرانی شراب و کباب کی بدمستیوں کے انتہائی خوگر تھے اور شراب ان کی زندگی کا لازمہ تھی، ایک مرتبہ لاہور کے عرب ہوٹل میں اختر شیرانی شراب میں مست و بے خود ہو کر علم و فن کی اونچی اونچی اور قد آور شخصیات پر اپنی انا کی بنیاد پر علمی و فکری برتری کو بیان کر رہے تھے، لوگ مختلف فلاسفہ اور شعراء کے بارے میں سوال کرتے اور آپ کسی کو خاطر میں نہ لاتے، اچانک ایک کمیونسٹ مزاج آدمی نے سوال کر دیا کہ اختر صاحب! حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اتنا سنتے ہی اختر شیرانی جو شراب میں پور پور ڈوبے ہوئے تھے اچانک گویا ہوش میں آ گئے اور ایک زبردست طمانچہ اس شخص کے رسید کیا اور کہا کہ کم بخت! تم میرا ایمان ہی ختم کر دینا چاہتے ہو؟ یہی نام تو میرا آخری سہارا ہے، یہ کہہ کر مجلس سے اٹھ کر چلے گئے اور پوری رات زار و قطار روتے رہے۔

دراصل ایمان و اسلام اور توحید اللہ رب العزت کی طرف سے انسانوں کے لئے وہ عظیم الشان نعمت ہے، جس کا کوئی بدل نہیں، جب یہ بیش بہا دولت انسان کو مل جاتی ہے تو چاہے عمل و کردار سے کتنی ہی محرومی ہو لیکن اس کی حفاظت کا پاس و لحاظ دل کے کسی نہ کسی گوشے میں باقی رہتا ہے، اس لئے کہ ایمان و توحید کی دولت انسان کو سکون دل اور

مولانا عبداللہ خالد قاسمی

اطمینان قلب کی نعمت سے مالا مال کر دیتی ہے۔

انسانیت ہمیشہ، ہر دور میں سکون قلب اور اطمینان خاطر کی خواہاں رہی ہے، تمام آسمانی مذاہب کی تعلیمات کا اساسی مقصد بھی یہی رہا ہے کہ انسان کو سکون و اطمینان کی فضا میسر ہو اور وہ سعادت دارین حاصل کر سکے، چنانچہ جب تک ان خدائی اصولوں پر انسانیت عمل پیرا رہی، اسے سکون اور اطمینان قلب حاصل رہا اور اسی کی بنیاد پر ان کا معاشرتی نظام نہایت مستحکم اور پرامن رہا اور جس دور میں بھی خالق کائنات کے بتائے ہوئے اصولوں سے انسانیت منحرف ہوئی اور خدائی احکامات سے برگشتہ ہوئی تو اضطراب قلب میں مبتلا ہو گئی۔

مغربی دنیا نے اللہ رب العزت کے بتائے ہوئے قوانین کو فرسودہ خیال کیا اور تہذیب جدید کے حسین عنوان سے اپنا ایک ضابطہ حیات اور اصول زندگی مرتب کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا، لیکن ان خودساختہ قوانین اور اصول حیات نے ان کا چین و سکون غارت کر دیا۔

دولت کی ریل پیل اور دبیز مخملی قالینوں پر بھی انہیں چین و سکون کی نیند نہ آ سکی تو نائٹ کلبوں اور ہوٹلوں کی رنگین فضا میں انہوں نے رات گزارنا شروع کر دیا، جب دل کی دنیا اور ویران ہو گئی تو ٹی وی، وی سی آر اور سینما کے شہوت انگیز اور فحش مناظر سے اس کا تدارک کرنا چاہا، پھر جب روح کی پیاس اور بڑھ گئی تو اسکو بجھانے کے لئے شراب رنگیں کے بلوریں جام ہاتھوں میں تھام لئے، جب روح کا اضطراب مزید بڑھ گیا تو اخلاقی حدود اور تقدس و احترام کی تمام حدود کو پار کر کے اپنی ماؤں، بیٹیوں سے خلوت میں پہلوگرم کرنا شروع کیا۔ غیر اسلامی طرز معاشرت اور طریقہ زندگی اختیار کر کے جب مغربی تہذیب اپنے خنجر سے خود اپنے آپ کو ذبح کر چکی، شاخ نازک پر آشیانہ کی ناپائیداری کا ادراک کر چکی، اخلاقی قدروں کی پامالی کی وجہ سے جب مکمل اضطرابی کیفیت کا شکار ہو چکی، چین و سکون اور اطمینان خاطر کی بیش بہا دولت سے محروم ہو چکی تو بڑی تیزی سے اسلام و ایمان کی گھنی اور ٹھنڈی

چھاؤں میں راحت وسکون کا سانس لینے پر آمادہ ہوگئی۔

چنانچہ گزشتہ بیس برس کے اندر اندر اپنے افکار و نظریات اور اپنی خود ساختہ تہذیب و معاشرت کے اندھیاروں میں دن رات بھٹکنے کے بعد اب یورپی اور امریکی عوام کا رجحان اسلام کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ ایک امریکی روزنامہ ''لاس اینجلس ٹائمز'' اپنے ایک سروے میں لکھتا ہے کہ شمالی امریکا میں اسلام دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں زیادہ تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اس اخبار کے سروے کے مطابق امریکا میں ان مسلمانوں کی تعداد جو مساجد میں پابندی سے نماز باجماعت ادا کرتے ہیں پانچ لاکھ ہے جب کہ سروے ہی میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ مسلمانوں کی مجموعی تعداد کا دس فیصد ہی مساجد میں پابندی سے نماز ادا کرتا ہے' لہٰذا امریکا میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد پچاس لاکھ سے کم نہیں ہے۔

اسی طرح لندن ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ آٹھ سالوں میں دس ہزار برطانوی باشندوں نے اسلام قبول کیا ہے جن میں خواتین کا تناسب ۶۲ فیصد ہے' حالانکہ مغرب میں یہ نظریہ عام ہے کہ اسلام عورتوں سے گھٹیا سلوک کرتا ہے لیکن اس نظریہ کے برخلاف مغربی ماحول کی پروردہ خواتین نے اسلام کی عائد کردہ پابندیوں کو قبول کرلیا ہے' جرمن خاتون ''حنا'' کے بقول اسلام نے خواتین کو جو حقوق دیئے ہیں وہ کسی اور مذہب نے نہیں دیئے' بیلجئم کی نومسلمہ ''رابعہ'' کہتی ہیں کہ مسلمان خاندانوں میں خواتین کا بڑا احترام کیا جاتا ہے' جیسے جیسے ان کی عمر بڑھتی جاتی ہے' ماں' دادی اور نانی کی حیثیت سے ان کے احترام و تقدس میں اضافہ ہوتا ہے۔

اسلام تو دنیا میں ایک ابر رحمت بن کر آیا ہے تاکہ کشت زار آدمیت کو وہ آب حیات عطا کرے جو ابدی سکون اور اطمینان خاطر کا موجب ہو۔ اسی لئے معاشرتی استحکام' اقدار و حقوق کی پاسداری' اسلامی تعلیمات میں جس وافر مقدار میں ہے دنیا کے اور مذاہب ونظریات اس سے تہی دامن ہیں۔

ریاض' سعودی عرب سے شائع ہونے والے رسالہ ''الدعوۃ'' نے فرانسیسی وزیر داخلہ کی ایک رپورٹ شائع کی تھی' جس میں انہوں نے اعتراف کیا کہ یہاں مسلمان جن محلوں میں مساجد تعمیر کرتے ہیں' وہاں جرائم حیرت انگیز حد تک کم ہوجاتے ہیں' اپنے اسی سروے کو بنیاد بنا کر فرانسیسی وزیر داخلہ نے مساجد کی تعمیر کی عام اجازت دے دی اور سرکاری طور پر اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ فرانس اور یورپی ممالک جرائم پر قابو پانے کے لئے کروڑوں ڈالر خرچ کرکے وہ مقصد نہیں حاصل کرپاتے جو مساجد سے حاصل ہوتا ہے۔

وہ معاشرہ جس میں اپنے نظریات اور اپنے افکار کو ہی تعمیر ملت کا سبب سمجھا جارہا تھا (جب کہ نتیجہ بالکل برعکس نکلا) اب کچھ مخلص بندگان خدا کی سعی کو کوشش سے کس طرح اپنے افکار ونظریات اور اس کے اصولوں کی طرف مائل ہورہا ہے آخر تو کوئی بات ہے کہ آفتاب اسلام کی شعاعوں سے یہ برف پگھلنے لگی' دراصل اسلامی تعلیمات تشنہ بلب انسانیت کے لئے واقعی ایک ابر کرم ہے جو تشنہ کامی کا سامان فراہم کرکے بنی نوع انسانی کو تروتازہ بنادیتی ہے اور معاشرتی نظام کو استحکام عطا کرکے طمانیت قلب اور سکون خاطر کی دولت مہیا کردیتی ہے۔

☆☆..........☆☆

قادیانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں' ختم نبوت کانفرنس کنڈیارو سے مقررین کا خطاب

کنڈیارو (پ ر) ۳/ستمبر ۲۰۰۴ء بروز جمعہ ختم نبوت کانفرنس مفتی محمد ادریس کی صدارت میں جامع مسجد کنڈیارو میں منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی مفتی حفیظ الرحمٰن اور مولانا پیر عبدالصمد ہالیجوی امیر جمعیت علمائے اسلام صوبہ سندھ نے اپنے بیان میں کہا کہ قادیانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے' بلکہ وہ انگریز کی سیاسی پیداوار کا نتیجہ ہے' مولانا محمد علی صدیقی مبلغ ختم نبوت میرپور خاص نے کہا کہ ختم نبوت کانفرنس کرانے کا مقصد یہ ہے کہ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا اور مسلمانوں کی نوے سالہ جدوجہد کے بعد یہ دن قادیانیوں کی سیاسی ناکامی اور تحریک ختم نبوت کی کامیابی کا دن ثابت ہوا تھا جس کی یاد منانا ہم پر لازم ہے اس سے ایمانی جذبہ کو تسکین ملتی ہے۔ نماز جمعہ کے بیان میں مفتی حفیظ الرحمٰن نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ساری عمر امت مسلمہ کو گالیاں بکتا رہا' اس لئے اسے شریف انسان بھی نہیں کہا جاسکتا۔ قادیانی اسے نبی' مسیح موعود اور مہدی منوانے کی کوشش کرتے ہیں' پہلے وہ مرزا قادیانی کو شریف انسان تو ثابت کریں' پوری قادیانی جماعت مل کر بھی مرزا کو شریف انسان ثابت نہیں کرسکتی' وہ تو غلیظ انسان تھا' جس نے امت مسلمہ کے علمائے کرام کو ننگی گالیاں دینے سے بھی دریغ نہ کیا' مفتی محمد ادریس سرور نے کہا کہ قادیانیت کی مردہ لاش میں مرزائی روح ڈالنے کی ناکام کوشش کررہے ہیں لیکن ہم یہ کبھی نہ ہونے دیں گے' انہوں نے علمائے کرام کو ختم نبوت کا کام کرنے کی خصوصی ہدایات کی۔ اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے محمد یٰسین قریشی' میر فقیر اللہ اور جمیل احمد نے بھرپور تعاون کیا۔

نفاق کا ذریعہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گانا دل میں اس طرح نفاق کو اگاتا ہے جیسے پانی کھیتی کو۔ (مشکوٰۃ)

گانا براہ راست ہو یا بواسطہ ریڈیو کے' اپنی مضرت رسانی میں یکساں ہے بلکہ بعض لحاظ سے ریڈیو کی مضرت زیادہ ہے' کیونکہ جتنی وسعت و سہولت اور وقت و مقام کی پابندی کی آزادی یہاں حاصل ہے وہ پہلی صورت میں نہیں' یہی وجہ ہے کہ جن گھروں میں ریڈیو داخل ہو چکا ہے اس میں بہت سے معصوم لوگ بھی بے ارادہ اس گناہ میں ملوث ہوگئے ہیں اور خدا نہ کردہ آواز کے ساتھ صورت بھی اپنی حرکات و سکنات کے ساتھ آنے کا رواج اسی طرح عام ہوگیا (یعنی ٹیلی ویژن) تو معلوم نہیں کہ بہت سے معصوم گھرانوں میں کتنے فتنے اٹھ کھڑے ہوں گے (اور آج اس دور میں ہم بخوبی اس کا مشاہدہ کر رہے ہیں)۔

حضرت ابن عمرؓ ایک بار کہیں تشریف لے جارہے تھے اور ان کے شاگرد نافع بھی ان کے ساتھ تھے کہ اچانک حضرت عمرؓ کے کانوں میں کہیں سے بانسری کی آواز آئی' اسی وقت انہوں نے انگلیاں کانوں میں ٹھونس لیں اور اپنے شاگرد سے پوچھتے رہے کہ آواز آتی ہے؟ آواز آتی ہے؟ جب انہوں نے کہہ دیا کہ نہیں' تو کانوں سے اپنی انگلیاں نکال لیں۔ اب ایک طرف سلف کا یہ مذاق دیکھئے اور دوسری طرف نغمہ و ساز کے ساتھ اپنی دلچسپی سامنے رکھئے تو آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ ایمان و عمل میں وہ کہاں تھے اور ہم کہاں ہیں؟ گانے سے ان کی نفرت کا کیا عالم تھا' اور ہمارا حال یہ ہے کہ کہیں سے نغمہ و ساز کی آواز کانوں میں آجائے تو بس وہیں ہمہ تن گوش بن کر قدم جمالیتے ہیں اور جب تک وہ آواز ختم نہ ہو وہاں سے قدم نہیں ہلاتے' اسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے قلوب میں نفاق کی کھیتی سرسبز ہوتی چلی جاتی ہے اور ایمان کی کھیتی سوخت ہوتی جاتی ہے۔

تنبیہ:

مولانا بدر عالم میرٹھیؒ

حدیثوں کی صحیح مراد سمجھنے کے لئے اصولی طور سے یہ بات ہمیشہ ملحوظ رکھنی چاہئے کہ جو حدیث ارشاد ہوئی ہے وہ کس وقت اور کس ماحول میں ارشاد ہوئی ہے' اس طریقہ سے اس کی صحیح مراد سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے' یہ سب جانتے ہیں کہ اسلام کے ظہور سے قبل عرب میں گانے بجانے کا خاص اہتمام تھا اور اس کام کے لئے گانے والی عورتیں مقرر ہوا کرتی تھیں' جن سے ہر ذی حیثیت شخص اپنے مہمان کی ضیافت کیا کرتا تھا' ان کو قنیات اور مغنیات کہتے تھے اور کفار کی مخالطت سے ہندوستان میں بھی شادیوں کے موقع پر رنڈیوں اور بھانڈوں کا عام رواج رہا ہے۔

گانا الگ چیز ہے اور ''خوش الحانی'' بالکل دوسری چیز ہے۔ اگر کسی خاص موقع پر جیسا کہ عید اور شادی میں کسی ایسے خاندان کے افراد کے بچے مل کر کچھ اشعار پڑھ لیں جن کے رسم و رواج میں بطور خوشی منانے کے یہ داخل ہو تو اگر یہ گانے کی تعریف میں نہیں آتے تو شرعی حدود کے اندر رہ کر وہ قابل اغماض وچشم پوشی ہیں' ان کو گانے والی عورتوں اور رنڈیوں کے ساتھ شامل کرکے باضابطہ گانے بجانے کا جواز ثابت کرنا صرف ایک خبط ہے' پھر شعر اور شعر میں بھی فرق ہے' ایک شعر وہ ہے جو مقدس مضامین اور خدا تعالیٰ کی صفات اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پر مشتمل ہے ان میں بھی کچھ فرق کرنا چاہئے۔ اب خوش الحانی کو گانے سے جا ملانا اور اتفاق اور عادت کو ایک بنا دینا اور اسی پر بس نہیں' بلکہ ایک طبقہ کا تو اس پر طرہ یہ کہ طبلہ اور سارنگی کو مقامات تصوف طے کرنے کا ذریعہ بنا دینا یہ ظلم عظیم ہے' جس کا جواب محشر میں دینا ہوگا اور جب دل اس جسارت پر دلیر ہو چکا ہے تو کہئے' آج پوچھنے والا کون ہے؟ لیکن خدارا شریعت مطہرہ کے سر تو نہ رکھئے۔

اس بے علمی کا رونا کس سے رویا جائے کہ یہاں ہر بے بال و پر' آیات و احادیث میں رائے زنی کے لئے موجود ہے' اگر کچھ علم ہوتا جب بھی ایک بات تھی مگر آج علم بھی نہیں اور فہم سلیم کا قحط ہے اور مثل مشہور ہے:

''یک من علم را دہ من عقل باید''

ایک من علم کے لئے دس من عقل چاہئے۔

جب تک فہم سلیم نہ ہو علم بھی کیا ہے:

''گمراہ کرتا ہے خدائے تعالیٰ اس مثال سے بہتیروں کو اور ہدایت دیتا ہے اس سے بہتیروں کو۔'' (القرآن)

☆☆............☆☆

شیطان کے دس دوست

مولانا شمس الحق ندوی

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان سے پوچھا کہ ہماری امت میں تمہارے دوست کتنے ہیں؟ شیطان نے جواب دیا: آپ کی امت میں دس قسم کے لوگ ہمارے دوست ہیں:

۱:......ظالم حاکم:

پہلا دوست تو ظالم حاکم ہے' ظاہر ہے کہ جب بادشاہ ظالم ہو تو رعایا کس رخ پر چلے گی؟ مشہور و زبان زد عام جملہ ہے کہ ''الناس علی دین ملوکہم'' عوام اسی راہ پر چلتے ہیں' جب بادشاہ ظالم ہوگا تو اس کے اثرات درجہ بدرجہ اوپر سے نیچے تک پڑیں گے جس کی تاریخ میں بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ اس سبب سے پورا معاشرہ انارکی کا شکار ہوگیا اور زندگی عذاب بن گئی جس کو ہم اپنے زمانہ میں کھلی آنکھوں اس طرح دیکھ رہے ہیں کہ کسی تفصیل' مثال اور تشریح کی کوئی ضرورت نہیں۔

۲:......متکبر' مالدار:

شیطان نے اپنا دوسرا دوست متکبر مالدار کو بتایا' جو اپنی دولت پر اتراتا اور غرور و گھمنڈ کے نشہ میں ایسا بدمست رہتا ہے کہ دوسرے بندگان خدا کو نہ صرف یہ کہ ذلیل و حقیر سمجھتا ہے بلکہ ان کے ساتھ نہایت ذلت و توہین کا معاملہ کرتا ہے۔

۳:......خائن تاجر:

شیطان نے اپنا تیسرا دوست خائن تاجر کو بتایا' جو کاروبار میں خیانت کرتا ہے' اس کی خیانت سے کتنے خریدار سر پیٹ کر رہ جاتے ہیں' ہر شخص شکایت کرتا ہے کہ سودا نقلی دے دیا' کھانے پینے حتی کہ دواؤں تک میں ملاوٹ کرتا ہے۔

۴:......شرابی:

شیطان نے اپنا چوتھا دوست شرابی کو بتایا' جو نشہ چڑھنے کے بعد شیطان کی انگلیوں پر ناچتا ہے' مار دھاڑ' گالی گلوچ سب کچھ شیطان اس سے کرواتا ہے' جس کے نتیجہ میں گھر کے گھر ویران ہو جاتے ہیں۔

۵:......چغلخور:

شیطان نے اپنا پانچواں دوست چغلخور کو بتایا کہ چغلخوری سے لڑائی جھگڑا اور باہمی دشمنی کا بازار گرم ہو جاتا ہے اور اس کے بعد شیطان کو فرصت مل جاتا ہے اور وہ تماشائی بنا رہتا ہے۔

۶:......ریا کاری:

چھٹا دوست شیطان نے اس کو بتایا جس کی عبادت و ریاضت بلکہ ہر نیکی محض دکھاوے اور ریا کاری کے لئے ہوتی ہے' وہ ایسے ایسے چولے بدلتا رہتا ہے کہ بڑے بڑے عقلمند اس کی ریا کار کے جال میں پھنس جاتے ہیں' اس کی بھی تاریخ انسانی میں حیرت انگیز مثالیں ملتی ہیں۔ اس کا ایک نہایت خطرناک انجام یہ ہوتا ہے کہ لوگ پھر مخلص اور نیک لوگوں سے بھی بدگمان ہو جاتے ہیں۔ حتی کہ صلحاء و اتقیاء پر سے ان کا اعتماد اٹھ جاتا ہے اور ان پر طعن و تشنیع دراز کی جاتی ہے' علمائے ربانیین تک کو طعنہ دیا جاتا ہے' اس طرح دین اور اہل دین پر سے سرے سے اعتماد اٹھ جاتا ہے جبکہ یہی حضرات امت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

۷:......یتیم کا مال کھانے والا:

شیطان نے اپنا ساتواں دوست یتیم کا مال کھا جانے والے کو بتایا' جس پتھر دل انسان کو معصوم و بے سہارا یتیموں کا مال کھانے میں جھجک نہ ہو' اس کو پھر کسی کا بھی مال ہڑپ کر جانے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ نہ ہوگی اور ہر طرف سے مال حاصل کرنا ہی اس کا مزاج بن جائے گا' پھر تو اپنے پرائے کی بھی تمیز جاتی رہے گی۔

۸:......نماز میں سستی کرنے والا:

شیطان نے اپنا آٹھوں دوست اس شخص کو بتایا جو نماز میں سستی کرتا ہے' نماز ہی وہ عبادت ہے جو چوبیس گھنٹے میں پانچ مرتبہ اپنے مالک و خالق کے سامنے سر جھکانے اور بندہ کی بندگی کا منظر پیش کرتی ہے' جو شیطان کے لئے کوڑے کا کام کرتی ہے۔

۹:......زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے:

نواں دوست شیطان نے زکوٰۃ نہ دینے والے کو بتایا کہ زکوٰۃ نہ دینے سے اس کا دل سخت

ہو جاتا ہے' وہ مال کی محبت میں ایسا غرق ہو جاتا ہے کہ اس کے بڑھانے کی فکر و بھاگ دوڑ کے سوا اس کو کسی اور چیز میں مزہ نہیں آتا۔

۱۰:...... بڑی امیدیں لگانا:

دسواں دوست شیطان نے شخص کو بتایا جو بڑی بڑی امیدیں لگائے رہتا ہے' ان امیدوں اور آرزوؤں میں وہ اتنا کھویا رہتا ہے کہ کچھ اور سوچنے اور کرنے کی طرف اس کا ذہن چلتا ہی نہیں۔

ذرا غور سے کام لیا جائے تو محسوس ہوگا کہ انسانی آبادی کے وہ لوگ جو ان دس چیزوں میں سے کسی ایک میں مبتلا ہیں' وہی سماج کے بگاڑ اور اس کے اندر انتشار' لڑائی جھگڑے اور حسد و کینہ کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں' جس کی وجہ سے انسانوں میں باہمی محبت و بھائی چارہ کے جذبات ختم ہو چکے ہیں' ایک دوسرے کو سہارا دینے کا احساس مردہ ہو چکا ہے' اس کی جگہ ظلم و ستم اور عداوت و دشمنی نے لے لی ہے' اگر ان دس چیزوں میں مبتلا لوگ شیطان کے انسانوں کے خلاف اعلان جنگ پر ذرا دھیان دیں کہ:

''کہنے لگا کہ میرے پروردگار! اس روز تک کہ لوگ اٹھائے جائیں' مہلت دے' فرمایا: مہلت دی جاتی ہے اس روز تک جس کا وقت مقرر ہے۔ کہنے لگا: مجھے تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو بہکاتا رہوں گا' سوائے ان کے جو تیرے مخلص بندے ہیں۔''

اپنے اس ازلی دشمن سے ہوشیار و چوکنا رہیں تو کیا انسانی معاشرہ میں ان دس قسم کے انسانوں کا وجود ہو سکتا ہے جو خدا اور رسول کے دوست کہلانے کے بجائے شیطان کے دوست کہلاتے ہیں؟ بات صرف غور کرنے اور سوچ سمجھ کر زندگی گزارنے کی ہے' ان دس صورتوں میں جس کو شیطان نے بیان کیا' بظاہر فائدہ اور زندگی کو خوش حال گزارنے کا سبز باغ نظر آتا ہے' لیکن اگر جائزہ لیا جائے تو اس قسم کے لوگ قلبی سکون سے بالکل محروم ملیں گے' دیکھنے میں بظاہر بڑے ٹھاٹ باٹ نظر آئیں گے مگر دل و دماغ کسی انجانی پریشانی میں مبتلا اور سرگرداں ہوں گے' اس لئے ضروری ہے کہ انسانی معاشرہ کو ان دس قسم کی چیزوں میں مبتلا انسانوں سے پاک کرنے کی فکر و کوشش کی جائے' ان کی دینی حس کو بیدار کیا جائے اور بتایا جائے کہ:

''چمکتا جو نظر آتا ہے سب سونا نہیں ہوتا''

تم جن چیزوں کو اپنے لئے کامیابی سمجھ رہے ہو وہ سراسر تمہاری تباہی کا پیش خیمہ ہیں۔ فکر و تشویش کی بات یہ ہے کہ جو لوگ تباہی کی ان باتوں سے ڈراتے ہیں وہی دقیانوس اور بے عقل کہلاتے ہیں۔

☆☆..........☆☆

مفتی نظام الدین شامزیؒ کے قاتلوں کی عدم گرفتاری حکومت کی نااہلی ہے: علمائے کرام

کراچی (نمائندہ خصوصی) دینی مدارس کو مٹانے کا خواب دیکھنے والے احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ مدارس کے نصاب تعلیم میں تبدیلی کے مطالبات بے بنیاد اور متعصبانہ ہیں۔ مغربی میڈیا ہر حیلے پروپیگنڈے کے ذریعہ اسلام' مسلمانوں اور دینی مدارس کا راستہ روکنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ذرائع ابلاغ دینی تعلیم کے خلاف رپورٹیں دے کر دنیا کو علم سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ دینی مدارس اور تبلیغی جماعت اعزازی طور پر دنیا بھر میں اسلام اور پاکستان کے سفیر جیسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور ملک کے لئے نیک نامی کا باعث بن رہے ہیں۔ دینی مدارس کو ڈاکٹر' انجینئر کے حصول کے لئے نہیں بنایا گیا بلکہ علماء پیدا کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ جس طرح کالج اور یونیورسٹیوں میں عالم دین اور مفتی کا بننا ناممکن ہے اس طرح دینی مدارس سے ڈاکٹر اور انجینئر کا بننا ناممکن ہے۔ دینی مدارس کو ختم کرنا دنیا کو عہد جاہلیت کی طرف دھکیلنا ہے۔ مدارس کو ڈی گریڈ کر کے کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر لانے اور ان کے نصاب تعلیم کو تباہ کرنے کی کوششوں کی راہ میں شدید مزاحمت کی جائے گی اور انہیں کسی صورت کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ دینی مدارس کسی صورت میں حکومت کے آگے نہیں جھکیں گے۔ مفتی نظام الدین شامزی کے قاتلوں کی عدم گرفتاری حکومت کی نااہلی ہے۔ ان خیالات کا اظہار جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر' مولانا سعید احمد جلال پوری' مولانا محمد یوسف کشمیری' مفتی محمد جمیل خان' مولانا محمد انور بدخشانی' مولانا عطاء الرحمن' مولانا نذیر احمد تونسوی اور دیگر نے مفتی نظام الدین شامزی کے مدرسے جامعہ امینہ للبنات کی تقریب ختم بخاری سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ دینی مدارس کے خلاف مغربی ممالک کے ایماء پر متعصبانہ سلوک کیا جا رہا ہے۔ حکومت مدارس کو بند کرنے کی کوششوں میں ناکامی کے بعد مدارس کے نصاب تعلیم میں تبدیلی اور ماڈل مدارس کے ذریعہ دینی مدارس کے خلاف سازشوں کا جال پھیلا رہی ہے۔ ابوجہل کے جانشین مسلمانوں کو اسلام سے دور کرنے کے لئے دینی تعلیم کی راہ میں روڑے اٹکا رہے ہیں۔ مدارس پر دہشت گردی میں ملوث ہونے کے الزامات بے بنیاد ثابت ہوئے لیکن حکومتی اہلکاروں نے دینی مدارس کے خلاف عائد کردہ الزامات پر معذرت نہ کر کے دینی مدارس کے خلاف اپنے دلی بغض کا ثبوت دیا ہے۔

ختم نبوۃ

دعوت و تربیت کا فریضہ

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

یہ دنیا اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے اور وہ خود اس کا نظام چلا رہا ہے‘ لوگوں کو اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے چیزوں کو اسباب کے طور پر استعمال کرنے کا حکم بھی اس نے دیا ہے۔ اچھے کام کرنے کے بھی اسباب ہوتے ہیں اور غلط کام کرنے کے بھی‘ جو لوگ اسباب کے ذریعہ کام کرتے ہیں‘ دنیوی وسائل اختیار کرتے ہیں‘ لیکن بھروسہ خداوند قدوس پر رکھتے ہیں تو خداوند قدوس ان کے کاموں میں برکت عطا فرماتا ہے اور ایسی جگہ سے انہیں رزق عطا کرتا ہے کہ انہیں وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

دعوت و تربیت کا کام بھی نہایت اہم کام ہے‘ یہ دونوں چیزیں انسانوں کی اصلاح کے لئے بنیادی ہیں اور ہر نبی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دعوت و تربیت کو جوڑا اور انہوں نے اس فریضہ کو کما حقہ ادا کیا اور یہی کام معلم کا ہے۔ معلم کے معنی حقیقت سے واقف ہونے کے ہیں یعنی معلم وہ ہے جو حقیقت سے واقف ہو اور دوسروں کو واقف کرائے۔ دنیا کی کامیابی کا معاملہ ہو یا آخرت کی کامیابی کی بات ہو‘ معلم کا فرض ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو اس کی حقیقت سے واقف کرائے اور وہ بتائے کہ آخرت کی کامیابی کو ترجیح دیتے ہوئے دنیا کی کامیابی حاصل کی جائے تو یہ بہتر ہے‘ نیز اس بات سے معلم اپنے شاگردوں کو روشناس کرائے کہ دنیا کی کامیابی یاد الٰہی اور عبادت کے ساتھ ہی ممکن ہو سکتی ہے۔

ایک اچھے معلم کا فرض ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو ایسی ایسی قیمتی باتیں بتائے اور سکھائے جس سے وہ آخرت میں کامیاب ہو سکیں‘ کیونکہ بچہ کے مزاج میں اللہ تعالیٰ نے سیکھنے اور اخذ کرنے بلکہ جذب کرنے کی مکمل صلاحیت رکھی ہے‘ اس کی مثال جاذب کی طرح ہے کہ اگر اس کو اچھی صحت ملے‘ اچھا معلم ملے‘ اچھے احباب ملیں اچھا معاشرہ ملے اچھا ماحول ملے تب بچہ اچھا بنے گا‘ استاد اگر اچھا ہے تو اس کا اچھا اثر پڑے گا‘ اور بچہ کی شخصیت میں نمایاں فرق ہوگا۔

دراصل تعلیم کا مطلب ہی ہے بچہ کو اچھی اور قیتی باتیں بتانا‘ سکھانا‘ سمجھانا اور اچھا بنانا اور علم کا مطلب ہے حقیقت سے واقف ہونا‘ جاننا اور مان لینا اور جب بچہ حقیقت سے واقف ہوگا تو خطرہ سے محفوظ رہے گا اور صحیح زندگی گزارے گا۔

ایک نیک اور صالح استاذ کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو حقیقت سے واقف کرائے‘ حقائق کو دلوں میں اتار دے‘ حماقت سے نکال کر سمجھدار بنا دے اور تاریکی سے نکال کر روشنی اور نیکی کے راستہ پر ڈال دے جیسے ہمیں یقین ہے کہ آگ جلا سکتی ہے اور جلا دیتی ہے‘ اگرچہ اس نے ابھی جلایا نہیں ہے‘ لیکن آگ کے بارے میں علم اور واقفیت ہے کہ وہ جلا سکتی ہے اور جلا ڈالتی ہے‘ اسی طرح ہمیں یقین اور فکر ہو کہ آخرت میں جہنم کی آگ جلا ڈالے گی‘ لہٰذا اس کی حقیقت سے واقف کرانا ایک معلم کا فرض ہے‘ بیماری کی تلافی ہے لیکن موت کی کوئی تلافی نہیں‘ دنیا کی ناکامی کی تلافی تو ممکن ہے لیکن آخرت کی ناکامی کی کوئی تلافی نہیں۔ اس لئے آخرت کے بارے میں ہر وقت فکر مند رہنا اور دوسروں کو فکر دلاتے رہنا چاہئے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہم کو اور آپ کو علم کا کام دیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے‘ معلم جو کچھ اپنے شاگردوں کو دیتا ہے‘ دراصل اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ڈالتا ہے اور وہ سکھاتا ہے‘ تو اس میں عملاً اللہ کا کمال ہوتا ہے‘ معلم کا کمال نہیں ہوتا‘ وہی معلم کے دل میں القاء کرتا ہے۔ انبیاء اور واعظین کا کام بھی دعوت و تعلیم و تربیت تھا اور انہوں نے اس فریضہ کو کما حقہ ادا کیا۔

اگر ہماری نیت یہ ہے کہ ہم اللہ کے واسطے پڑھا رہے ہیں اور ہمارے عزیز طلباء اور شاگرد اللہ کے راستہ پر پڑ جائیں‘ غلط راستہ سے بچ جائیں‘ تو یہ بہت بڑا کام ہے اور یہ بڑی شرافت اور سعادت مندی کا کام ہے‘ اس لئے یہ کام یکسوئی کے ساتھ اجر آخرت اور رضا الٰہی کے لئے کریں‘ اس میں جتنی بھی مشقت اٹھائیں سب اللہ کے واسطے سمجھیں‘ مقصود الٰہی راحت و آرام نہ ہو بلکہ مقصود رضائے الٰہی ہو اور درحقیقت درس و تدریس اور دعوت و تعلیم کا کام نہایت عظیم الشان اور اعلیٰ ترین کام ہے۔ لہٰذا اس کو اعلیٰ طریقہ سے کرنا چاہئے‘ اگر اس کو اعلیٰ طریقہ سے کیا جائے گا تو اس کا اچھا نتیجہ نکلے گا اور اس راستہ میں اگر کچھ تکلیف پہنچے اور وقتی آزمائش پیش آئے تو اس کا زیادہ خیال نہ کرنا چاہئے۔ ☆☆

اے رسولِ امیں خاتم المرسلیں ﷺ

حضرت سید نفیس شاہ الحسینی مدظلہ

اے رسولِ امیں، خاتم المرسلیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے براہیمی و ہاشمی خوش لقب، اے تو عالی نسب، اے تو والا حسب
دُودمانِ قریشی کے درِّ ثمیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

دست قدرت نے ایسا بنایا تجھے، جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں، اے ابد کے حسیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

بزم کونین پہلے سجائی گئی، پھر تری ذات منظر پہ لائی گئی
سید الاولیں، سید الآخریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا، اس زمیں میں ہوا، آسماں میں ہوا
کیا عرب، کیا عجم، سب ہیں زیرِ نگیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی، تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
تیرے انفاس میں خلد کی یاسمیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

''سدرۃ المنتہیٰ'' رہ گزر میں تری، ''قاب قوسین'' گردِ سفر میں تری
تو ہے حق کے قریں، حق ہے تیرے قریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کہکشاں ضو ترے سرمدی تاج کی، زُلف تاباں حسیں رات معراج کی
''لیلۃ القدر'' تیری منور جبیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

مصطفیٰ، مجتبیٰ، تیری مدح و ثنا، میرے بس میں نہیں، دسترس میں نہیں
دل کو ہمت نہیں، لب کو یارا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کوئی بتلائے کیسے سراپا لکھوں، کوئی ہے وہ کہ میں جس کو تجھ سا لکھوں
توبہ توبہ! نہیں کوئی تجھ سا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

چار یاروں کی شانِ جلی ہے بھلی، ہیں یہ صدیقؓ، فاروقؓ، عثمانؓ، علیؓ
شاہد عدل ہیں یہ ترے جانشیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے سراپا نفیسؔ انفسِ دو جہاں، سرورِ دلبراں دلبرِ عاشقاں
ڈھونڈتی ہے تجھے میری جانِ حزیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

REGD. NO. SS-160

فرما گئے یہ ہادی

لا نبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

بمقام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

زیر سرپرستی

مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب دامت برکاتہم

مخدوم العلماء پیر طریقت حضرت قبلہ شاہ **نفیس الحسینی** دامت برکاتہم

سالانہ

ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس

بتاریخ ۷ شعبان تا ۲۷ شعبان ۱۴۲۵ھ بمطابق 23 ستمبر تا 13 اکتوبر 2004ء

کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائیگا۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں۔ جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے۔

درخواستوں کیلئے پتہ
شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان
فون چناب نگر: 04524/212611
ملتان: 061/514122